

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حزب السلمان لقتال حکومت و جیش پاکستان

اردو ترجمہ نام

اللہ کی شریعت سے باغی و مرتد حکومت اور اس کی افواج سے قتال کرنے کے شرعی دلائل

مؤلف: شیخ الاسلام امام ابو یحییٰ الیسیؒ

اردو ترجمہ: ابوعمار مہاجرؒ

بقلم

شیخ ابو محمد المصطفیٰ الیسیؒ

حسن قائد

انترویو: ابو یحییٰ

مسلم ورلڈ وائڈ ویسٹ پاکستان

website : <http://www.muwahideen.tk>

Email : info@muwahideen.tk

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدُالسنان لقتال حكومة وجيش باكستان

اردو ترجمہ بنام

اللہ کی باغی حکومت اور اس کی افواج سے قتال کرنے کے شرعی دلائل

مؤلف: شیخ الاسلام امام ابو یحییٰ الیسی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ: ابوعمار مہاجر رحمۃ اللہ علیہ

انٹرنیٹ ایڈیشن

مسلم ورلڈ ویڈیو پروسسنگ پاکستان

website : <http://www.muwahideen.tk>

Email : info@muwahideen.tk



الحمد لله والصلاة على رسول الله والسلام على آله وصحبه اجمعين اما بعد!

جب ہم ان تکالیف اور مصائب پر غور کرتے ہیں جو تسلسل کے ساتھ امت مسلمہ پر آرہی ہیں تو ان کے اسباب ہمیں واضح طور پر نظر آتے ہیں جو امت مسلمہ نے اختیار کر رکھے ہیں یعنی شریعت اسلامی کو ایک طرف رکھ دینا۔ اس کو اپنی زندگی سے یکسر نکال پھینکنا۔ حالانکہ پہلے مسلم ممالک میں شریعت ہی نافذ تھی مگر رفتہ رفتہ یہ ممالک جہالت کے سمندر میں اترتے چلے گئے اب یہ اپنا رخ کبھی مشرق کی طرف کرتے ہیں کبھی مغرب کی طرف اب یہ کفار سے ان کے افکار، نظریات اور سیاسی اور اقتصادی قوانین لیتے ہیں۔ اب یہ امت کفار کے طریقوں پر چل رہی ہے۔ ان کی نقالی کر رہی ہے ان کے سراپ کے پیچھے دوڑ رہی ہے تاکہ اس خلا کو پر کر سکے جو شریعت اسلامی کو چھوڑ دینے سے پیدا ہوا ہے مگر اس سراپ کے پیچھے دوڑنے سے اس کی پیاس میں مزید اضافہ ہوا ہے اس کی جاہلیت مزید پختہ ہوگئی ہے اور اس دین سے مزید دور ہوگئی ہے جو اس کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرتا تھا جو اس کی زندگی کا ضامن تھا اللہ کی شریعت سے جو بھی منہ موڑتا ہے اور کسی اور سے تعلق جوڑتا ہے اس کی یہی سزاء ہوتی ہے کہ وہ حیراں و سرگرداں، مضطرب اور پریشان رہتا ہے۔ مصائب و تکالیف میں گھرا رہتا ہے۔ تنگی و سستی اس کا مقدر بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى﴾ (طہ: 124) ”جس نے میرے ذکر (دین) سے منہ موڑ لیا اس کی زندگی تنگ ہوگئی اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے“۔ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں: ”جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور جو کچھ اللہ نے رسولوں پر نازل کیا ہے اس سے اعراض کرتا ہے اسے بھول کر یا چھوڑ کر کہیں اور سے رہنمائی حاصل کرتا ہے تو اس کی زندگی اس کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے یعنی دنیا میں اسے سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا اس کا سینہ گمراہی کی وجہ سے ہمیشہ تنگ

رہتا ہے اگرچہ بظاہر وہ خوشحال نظر آتا ہے جو مرضی ہو کھاتا ہے جو چاہے پہنتا ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔ جہاں چاہے رہتا ہے۔ مگر جب تک اس کے پاس ہدایت اور یقین نہ ہو وہ حیرت، شک اور پریشانی میں مبتلا رہتا ہے ہمیشہ شکوک و شبہات اور تردد میں رہتا ہے تنگ معیشت سے یہی مراد ہے“ (ابن کثیر: 323/5)۔ جس طرح یہ تنگی عذاب اور حیرت و تردد افراد میں ہوتا ہے اسی طرح یہ ان معاشروں اور ملکوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے جو حق سے دور ہو جاتے ہیں اور ہدایت کو ترک کر دیتے ہیں اور کمتر باتوں پر متوجہ ہوتے ہیں، خواہشات کے پیچھے لگ جاتے ہیں باطل کی صحراؤں میں ہانپتے جاتے ہیں۔ اس کے ان میں جو بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے اور اس پر جو عذاب نازل ہوتے ہیں ان کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔

جب کسی بستی پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور اس بستی میں ایمان بھی ہوتا ہے تقویٰ اور اصلاح بھی موجود ہو استقامت بھی ہو اور جب اس بستی کی حالت بدل جاتی ہے تو یہ رحمتیں اور برکتیں بھی اٹھ جاتی ہیں اور بہتر چیز کے بجائے انہیں کمتر دیدی جاتی ہے۔ تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (اعراف: 96) ﴿اگر بستیوں والے ایمان لے آتے، تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمانوں زمینوں کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا ان کے کرتوتوں کی وجہ سے“۔ دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكْلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ﴾ (المائدہ: 66) ﴿اگر یہ (اہل کتاب) توراۃ اور انجیل قائم کرتے اور جو کچھ ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا تھا (وہ قائم کرتے) تو یہ اپنے اوپر اور نیچے سے (آسمان اور زمین سے) کھاتے اور ان میں سے ایک گروہ میانہ رو ہے اور بہت سے ان میں برے عمل کرنے والے ہیں“۔ فرماتا ہے ﴿وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَّاءً غَدَقًا، لَنَنْفِتْنَهُمْ فِيهِ وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا

صَعْدًا (جن: 16-17) ﴿اگر یہ سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو بہت پانی پلاتے تاکہ ہم ان کو آزمائیں اس میں اور جو اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتا ہے اسے سخت عذاب میں داخل کرے گا﴾۔ فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوَةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (نحل: 97)﴾ جس نے صالح عمل کیا مرد ہو یا عورت اور وہ مؤمن بھی ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا بہترین اجر دیں گے۔ اس کے برعکس جب ظلم یعنی کفر اور شریعت سے نفرت عام ہوتی ہے۔ عدل ختم ہو جاتا ہے۔ برائیاں پھیل جاتی ہیں۔ معصیات کی کثرت ہو جاتی ہے تو بحر و بر میں فساد پھیل جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (روم: 41)﴾ ”خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔“ اللہ فرماتا ہے ﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَ يَعْفُو عَنْ كَثِيْرٍ (شوری: 30)﴾ ”تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے اور (اللہ) بہت سوں سے درگزر کرتا ہے۔“

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں ہم رسول ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے پوچھا تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں پانچ باتیں پیدا ہو جائیں گی۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ تم میں ہوں یا تم انہیں پاؤ:

- ① جس کسی قوم میں فحاشی عام ہو جاتی ہے اور کھلے عام اس کو اختیار کر لیا جاتا ہے تو اس قوم میں طاعون اور ایسی تکالیف پیدا ہو جاتی ہیں جو ان کے اسلاف میں نہیں تھیں۔
- ② جب کوئی قوم زکاۃ دینے سے رک جاتی ہے تو ان پر آسمان سے بارشیں آنا بند ہو جاتی ہیں۔
- ③ جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتی ہے تو ان پر قحط سالی مشکل حالات، ظالم

حکمران مسلط ہو جاتے ہیں۔

④ اور جب کسی قوم کے امراء اللہ کے دین کے خلاف فیصلے کرنے لگ جاتے ہیں تو اللہ ان پر ان کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔

⑤ اور جب کوئی قوم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو معطل کر دیتی ہے تو اللہ اپنی پکڑ نازل کر دیتا ہے (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) یہ بھیقی اور ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ ہیں امام حاکم نے کہا یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ لوگ اس منحصر میں رہتے ہیں کہ جو کچھ اللہ نے حق کی صورت میں اپنے نبی پر نازل کیا ہے اس کی اتباع کریں یا اپنی خواہشات کی جو شیطان نے ان کے لئے مزین کر دی ہیں جس کا نتیجہ فساد و نقصان کے سوا کچھ اور نہیں ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ﴾ (مومنون: 71) ”اگر حق ان کی خواہشات کی اتباع کرنے لگے تو آسمان و زمین میں فساد پھیل جائے بلکہ ہم ان کا ذکر لے کر آئے ہیں مگر وہ اپنے ذکر سے اعراض کرتے ہیں“۔ چنانچہ دنیا میں صرف دو قسم کے فیصلے ہیں۔ (۱): شرعی فیصلے جن کا اللہ نے حکم دیا کہ بندے ان پر ایمان لائیں اور ان پر چلیں اور ان کے مطابق فیصلے کریں یہی مضبوط دین ہے۔ (۲): جہالت کے فیصلے یہ وہ فیصلے ہیں جو خواہشات انسانی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے لوگوں کی تمام قسم کی کاوشوں کو ہرگز قبول نہیں کرتا چاہے وہ کتنی مزین کیوں نہ ہوں۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوفُونَ﴾ (مائذہ: 50) ”کیا یہ جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں جبکہ اللہ سے بہتر کون فیصلہ کرنے والا ہے (یہ بات) یقین کرنے والی قوم کو سمجھ آ سکتی ہے“۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (ہود: 112) ”قائم رہیں آپ جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی آپ کے ساتھ اور نہ زیادتی کرو بے شک وہ اللہ جو تم اعمال کرتے ہو ان سے باخبر ہے“۔ اللہ

فرماتا ہے ﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (زحرف: 43) ﴿اے نبی آپ اس وحی کو مضبوطی سے تھام لیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے بے شک آپ صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں﴾۔ اور فرمایا ﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ﴾ (نمل: 79) ﴿اے نبی اللہ پر بھروسہ کیجئے بے شک آپ واضح حق پر ہیں﴾۔ مزید فرمایا ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ، إِنَّهُمْ لَنُيْغُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ﴾ (حٰجٰة: 19) ﴿پھر ہم نے آپ کو دین کی ظاہر راہ پر قائم کر دیا آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں یہ لوگ اللہ کے سامنے ہرگز آپ کے کام نہیں آسکتے ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں پرہیز گاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے﴾۔ اور اللہ فرماتا ہے ﴿فَذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصْرِفُونَ﴾ (یونس: 32) ﴿یہ وہ اللہ ہے جو تمہارا حقیقی رب ہے پس حق کے بعد گمراہی ہوتی ہے پس تم کہاں پھرتے ہو؟﴾۔

لہذا شریعت کو قائم اور اس کے احکامات کو لوگوں پر لاگو کرنا نفلی اعمال یا دیگر ان فضیلت والوں کاموں کی طرح نہیں جس کو کرنا ثواب نہ کرنے پر کوئی سزا نہیں بلکہ یہ بنیادی فریضہ ہے کیونکہ اسی پر اسلام کی بقاء کا دار و مدار ہے۔ پس عبادت ان تمام امور کو کہا جاتا ہے جن کو اللہ پسند کرتا ہے خواہ افعال ہوں یا اقوال ظاہری یا باطنی ہوں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اس کو اکیلا سمجھیں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں جیسا کہ ارشادِ باری ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ، مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُوا﴾ (ذاریات: 56-57) ﴿میں نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ان سے نہ رزق چاہتا ہوں اور نہ یہ کہ مجھے کھلائیں﴾۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ﴾ (بینۃ: 5) ﴿اور نہیں حکم

دیا گیا ان کو مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے دین کو خالص کر کے ابراہیم حنیف کے دین پر نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ (زمر: 11) ﴿کہہ دیجئے مجھے حکم دیا گیا کہ میں اللہ کی عبادت کروں اس کے لئے دین کو خالص کر کے۔ مزید فرمایا ﴿قُلِ اللَّهُ أَعْبُدْ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي﴾ (زمر: 14) ﴿کہہ دیجئے اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں اس کے لئے دین کو خالص کر کے۔

پس پتہ چلا کہ شریعت کو قائم کرنا، اس کی نشر و اشاعت کرنا، اس کو لوگوں پر فرض کرنا اور اس کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرنا عبادت کا مقصد ہے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ اسلام میں لوگ پورے پورے داخل ہو جائیں اور اس کو عملی جامہ پہنائیں لوگوں کو اس چیز کا اختیار نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اپنائیں اور اس دین سے منہ موڑ لیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (بقرہ: 208) ﴿اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطانی راہوں کی اتباع نہ کرو بے شک وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔ علامہ السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس آیت میں اللہ نے دین اسلام میں مکمل داخل ہونے کا حکم دیا ہے یعنی دین کے تمام احکامات پر عمل کیا جائے اور اپنی خواہشات کو اپنا معبود نہ بنایا جائے اگر اس کی خواہشات شریعت کے موافق ہوں تو عمل کر لیا جائے اور مخالف ہوں تو خواہشات کو ترک کر دیا جائے بلکہ ہم پر یہ واجب ہے کہ ہماری تمام خواہشات دین کے تابع ہوں انسان اپنی قدرت کے مطابق تمام خیر کے امور سرانجام دے اور جو اس کی طاقت سے باہر ہوں ان کی نیت ضرور رکھے“۔ (تفسیر السعدی: 94/1)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونُوا لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾ (احزاب: 36) ﴿اور کسی مومن مرد و عورت کو اس چیز کا اختیار نہیں ہے کہ اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دے (وہ اس کے خلاف کریں) جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں وہ واضح گمراہی میں

پڑ جاتے ہیں۔“ امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”کسی مومن مرد و عورت کے لئے یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں کی موجودگی میں دوسروں کے فیصلے اپنائیں جو ان کے خلاف ہوں اور یہ اللہ اور رسول کی مخالفت کریں جو اللہ و رسول کی نافرمانی کرتے ہیں اور امر یا نہی میں وہ واضح طور پر گمراہ ہیں یعنی اللہ فرما رہا ہے کہ ایسا شخص سیدھے راستے کو چھوڑ کر گمراہی کے راستے پر گامزن ہو گیا۔“

(تفسیر الطبری 271/20)

چنانچہ سچے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی رضا کا حریص ہو اور اس کے دین کے احکامات کا پیروکار ہو اور دین ہی کو اپنی تمام توجہات کا مرکز بنائے اور اسی کے لئے جدوجہد کرے خاص طور پر جبکہ اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے درمیان گھمسان کی جنگ جاری ہے کیونکہ یہ اولیاء الشیطان لوگوں کو کفریہ نظام اور جاہلیت کی طرف دعوت دینے میں مصروف ہیں اور گمراہی کی راہیں مزین کر کے پیش کر رہے ہیں اور اس کام کے لئے ان کے جن و انس میں سے کارندے لوگوں کو دھوکہ دینے میں مصروف ہیں اور وہ اس کام کے لئے تمام وسائل استعمال کر رہے ہیں اور یہ لوگوں کو جہنم میں دھکیلنے کے لئے دن رات دعوت دے رہے ہیں اور تمام راہوں پر انہوں نے شہوات اور شہات کے جال بچھا دیئے ہیں چنانچہ آج لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔

① وہ لوگ جو لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور لوگوں کی اصلاح میں مصروف ہیں اور اس کے لئے قتال بھی کرتے ہیں۔

② دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو گمراہی اور مصیبت کی طرف بلا رہے ہیں اور لوگوں میں فساد پھیلانے میں مصروف ہیں اور اس کے لئے کافی جدوجہد کر رہے ہیں ان دونوں پر اللہ کا یہ فرمان صادق آتا ہے ﴿الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ (النساء: 76) ﴿وہ لوگ جو ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس تم سب شیطان کے اولیاء کے خلاف قتال کرو بے شک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔“

جن اسلامی ممالک پر دین داری کے ختم ہونے کی نحوست طاری ہو چکی ہے ان میں ایک پاکستان بھی ہے جن کے بنانے والوں کا یہ نظریہ تھا کہ ہم اس کو لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر قائم کر رہے ہیں اور یہاں اللہ کا کلمہ بلند اور کفر کا کلمہ پست ہوگا لیکن جب سے یہ ملک وجود میں آیا ہے لوگ اس وقت سے اس کا انتظار ہی کر رہے ہیں مگر وہ بنیادی نظریہ لوگوں کی جھوٹی خواہشات دھوکہ بازی گندی اور دھوکہ پر مبنی سیاست اور فساد کی حکومتوں کے کھیل تماشے کے نیچے دفن ہو کر رہ گیا اصلاح کرنے والوں کی عمریں ختم ہو گئیں مگر وہ اپنے دل میں حسرت لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر انہیں اپنے عزائم میں ذرہ برابر بھی کامیابی نصیب نہیں ہو سکی بلکہ انہیں خوفناک حالات کا سامنا کرنا پڑا ایسی تخریبی سرگرمیاں ان کے آڑے آئیں جو اسلام کے نشان کو مٹانے کے لئے سرگرم عمل ہو چکی تھیں آج پاکستان کا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ہر شخص اصلاح سے ناامید ہو چکا ہے شریعت کے نفاذ کا دور دور تک کوئی امکان نہیں فاسق، فاجر حکمران مسلط ہو چکے جو کافروں سے دوستیاں اور ان کی مدد کرنے کو قابل فخر سمجھتے ہیں اور اہل دین کے خلاف جنگ کے ذریعے یہود و نصاریٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کو کامیابی سمجھتے ہیں چنانچہ آج پاکستان دین اسلام کے خلاف جنگ میں کافروں کا ایک مضبوط ترین حلیف بن چکا ہے آج اس کی فوج، میڈیا، پولیس امت اسلامیہ کے جسم کو کاٹنے کے لئے کافروں کے شانہ بشانہ جنگ میں مصروف عمل ہے اس کے باوجود ہم ایسے لوگ بھی پاتے ہیں جو اس تردد میں مبتلا ہیں کہ اس ملک کے خلاف اس طرح قتال واجب ہے یا نہیں جس طرح ان دیگر ممالک کے خلاف واجب ہے جو شریعت کے خلاف سرکشی اختیار کئے ہوئے ہیں اور دین سے اعراض اور کافروں سے دوستیاں کر رہے ہیں اور ان کی ہر طرح سے مدد کر رہے ہیں مشوروں اور افرادی قوت فراہم کر کے اور انہیں فوجی اڈے راہداریاں فراہم کر کے اور مومنین کے لئے جیل کے دروازے کھول کر اللہ فرماتا ہے ﴿وَمَا نَقْمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ، الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (بروج: 9) اور انہیں انہوں نے انتقام لیا مگر اس چیز کا کہ یہ ایمان لائے اللہ عزیز حمید پر، وہ اللہ جس کے ہاتھ میں آسمان و زمین کی ملکیت ہے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ یہ جرائم جو گنوائے گئے

ہیں ان میں سے صرف ایک جرم بھی ان کے اور ان کی معاونت کرنے والوں کے خلاف قتال کو جائز قرار دینے کے لئے کافی ہے۔ مگر جب بعض لوگوں کی طرف سے اس نظام کے خلاف قتال کرنے کو ناجائز قرار دیا جاتا ہے تو لوگ حیران و متروک ہو جاتے ہیں اور وہ انتہائی حیرانی کے عالم میں یہ سوال کرتے ہیں اگر اتنے شروفساد کے حاملین کے خلاف قتال فرض نہیں تو کن لوگوں کے خلاف فرض ہے؟ حالانکہ بنی قیقاع کے یہود کا قصہ ہر شخص جانتا ہے کہ انہیں آپ ﷺ نے جلاوطن کر دیا تھا اور آپ ﷺ ان کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے مگر عبد اللہ بن ابی منافق نے آپ ﷺ سے یہ التجا کی کہ انہیں معاف کر دیا جائے سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں منقول ہے کہ عرب کی ایک خاتون اپنا کچھ سامان لے کر آئی اور اسے قیقاع کے بازار میں فروخت کر کے بیٹھی گئی لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنا منہ کھول دے مگر اس نے انکار کر دیا پھر ایک شخص نے اس کے کپڑے کا ایک حصہ اس کی کمر سے باندھ دیا جب وہ اٹھی تو اس کا جسم کا کچھ حصہ ننگا ہو گیا جس پر لوگ ہنسنا شروع ہو گئے اس پر وہ چیخی چلائی چنانچہ ایک مسلمان نے اس سنا کر جس نے اس کا کپڑا باندھا تھا قتل کر دیا مقتول یہودی تھا چنانچہ یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر دیا جس پر مسلمانوں اور یہودیوں میں فساد پھیل گیا۔

(سیرۃ ابن کثیر: 5/3)

اگر ایک عورت کی بے حرمتی پر ایک یہودی کو قتل کر دیا گیا تو جس نے پورے ملک کو یہودی اسٹیٹ بنادیا ہے اور اس کی اقتصادیات، معاشیات، فوج، تمام ادارے یہودی پالیسیوں کے تابع کر دیا انسانی عقلیں مسخ کر دیں اخلاقیات تباہ کر دیئے، عقائد برباد کر دیئے، شرم و حیاء ختم کر دی اور مسلمانوں میں دین کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر دیئے جیلیں رکوع سجدہ کرنے والے مردوں عورتوں سے بھردی ہیں اور ان کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ ایمان والے حق کا اعلان کرنے والے لوگ ہیں اور وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حاکمیت صرف ایک اللہ کی قائم ہونی چاہیئے۔ آپ اندازہ کریں کہاں ایک عورت کے ستر کو ننگا کرنے کا جرم اور کہاں یہ جرائم کی فہرست یقیناً ایک بہت بڑا جرم ہے کہاں یہ جرم کہ یہود آج ایک پروگرام کے تحت پوری امت مسلمہ کے قتل عام میں مصروف ہے۔ اور کہاں ایک مسلمان کا

یہودیوں کے ہاتھوں جاہلی تعصب کی بناء پر قتل کر دینا جنہوں نے اس مسلمانوں کو صرف تعصب ہی کی بناء پر قتل کیا تھا آج یہودی سیکٹروں مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے جیلوں میں ڈال رہا ہے ان کے گھروں کو مسمار کر رہا ہے اور ان صلیبی لوگوں کو خوش کرنے والے بھی یہی حرکتیں کر رہے ہیں جس کا مقصد صرف شیطان کو خوش کرنا ہے انہی وجوہات کی بناء پر یہ چند اوراق آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ اس بات کو واضح کیا جائے کہ جو ملک اس قسم کی سرگرمیوں میں ملوث ہو اس کے خلاف شرعی قتال واجب ہو جاتا ہے۔ اور اس قتال کے لئے جدوجہد کرنا ایک عظیم جہاد فی سبیل اللہ ہے کیونکہ اس جہاد سے ہی امت مسلمہ اور ان کے عقائد کی بقاء ممکن ہے اور ہماری یہی دعوت پاکستان کے بڑے علماء کو بھی ہے کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں جو ان کے کندھوں پر پڑی ہوئی ہے اور وہ لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی رغبت دلائیں انہیں جان لینا چاہیے کہ مسلمانوں اور کفار میں گھسان کی جنگ قریب آچکی ہے (جس کی نبی ﷺ نے پیشینگوئی کی ہے) پس جس کو اللہ اس جنگ کا رہنما بنائے گا وہ انتہائی سعادت مند شخص ہوگا اور وہی سیرت رسول پر گامزن شخص کہلائے گا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَ ذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (احزاب: 21) اور تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں اسوہ حسنہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور آخرت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں بہت زیادہ۔

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ کفار حاکم وقت سے اپنے آپ کو آزاد سمجھو کیونکہ اس میں علماء کا اتفاق ہو چکا ہے کہ کافر کیلئے ولایت جائز نہیں اور اگر وہ کافر زبردستی کفر مسلط کرے تو اس سے براءت ضروری ہے کیونکہ ولایت کے لئے اسلام شرط اول ہے جس کا ابتداء اور درمیان میں ہونا ضروری ہے جیسا کہ یہ ثابت ہے کہ کافر کے لئے مسلمان پر ولایت جائز نہیں نہ عام ولایت اور نہ خاص ولایت جائز ہے لہذا کوئی کافر مسلمانوں کا امام نہیں بن سکتا نہ قاضی نہ گواہ اور نہ کافر کی کسی مسلمان لڑکی کے نکاح میں ولایت معتبر ہے اور نہ کسی مسلمان کی کفالت کر سکتا ہے نہ کافر کسی مسلمان کا ولی بن سکتا اور نہ مسلمان کسی کافر کے لئے وصیت کر سکتا ہے کیونکہ ولایت تو ایک اعزاز ہے اور یہ کفر کی ذلت کے ساتھ کبھی جمع نہیں

ہوسکتا۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر مسلمان کا ولی نہیں بن سکتا کسی بھی حال میں“۔ (احکام اہل الذمۃ 114/2)

کیونکہ ولایت ایک شرف کا منصب اور دیانت کا مقام ہے ایک یہ ایک اہم ترین ذمہ داری ہے امامت کے بارے میں امام الحرمین الجوبینی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: ”مکمل ریاست، عام امیدوں کا مرکز، اور تعلق رکھتا ہو عام و خاص سے، اور دین و دنیا کے معاملات طے کرتا ہو، اور ملک و قوم کی حفاظت اس کے ذمے ہو اور عوام الناس کا خیال رکھتا ہو اور دین کی دعوت و تلواریں قائم کرتا ہو ظلم و زیادتی سے اجتناب کرتا ہو مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے نجات دلا کر انصاف فراہم کرتا ہو اور ان کے حقوق ادا کرتا ہو“۔ (غیاث الامم: 15)

کیا اب یہ انتظار کیا جا رہا ہے کہ یہ اتنے عظیم امور یہ فاجر قسم کے حکمران انجام دیں گے؟؟

کفار خواہ اصلی ہوں یا مرتدان کا مقدر ذلت و رسوائی ہے اور انہیں یہ سزا دینی چاہیے ان کے اعمال برباد ہیں سراب کی طرح ہیں جیسے ہوا را اکھ کواڑا کر رکھ دیتی ہے اسی طرح ان کے اعمال ہیں لہذا اس قسم کے لوگوں کو اتنے عظیم منصب پر کس طرح فائز کیا جاسکتا ہے حالانکہ کفار کو اللہ نے ذلیل قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (انفال: 22) ﴿اللہ کے نزدیک سب سے بدترین جانور وہ ہیں جو گونگے بہرے ہیں اور عقل نہیں استعمال کرتے﴾۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (انفال: 55) ﴿بدترین جانور اللہ کے نزدیک کافر ہیں جو ایمان نہیں لاتے﴾۔ فرمایا ﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُمْ أَوْلِيًّا لَّقَدْ كُنتُمْ فِي ظُلُمٍ أَدْمَاقًا فَلَمَّ نُبِّإُكُمْ أَنَّهُمْ كُفَرُوا فَيَكْفُرُوا بِمَا لَمْ يُكْفُرُوا بِهِ فَسُخِّرُوا لَكُمْ فَسَخَّرْنَاكُمْ إِنَّا سَمِعْنَا لَعْنَهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (اعراف: 179) ﴿ہم نے تیار کیا ہے جہنم کے لئے بہت سارے جن و انس کو ان کے دل ہیں مگر اس سے فقاہت نہیں لیتے ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے بصارت حاصل نہیں کرتے ان کے کان ہیں مگر اس سے سنتے نہیں یہی لوگ جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر یہی لوگ غافل ہیں﴾۔ مزید

فرمایا ﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (فرقان: 44) ﴿”کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی اکثریت سنتی اور عقل رکھتی ہے یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں“۔ مزید فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾ (توبہ: 28) ﴿”اے ایمان والو بے شک مشرکین ناپاک ہیں چنانچہ وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں اس سال کے بعد“۔

چنانچہ جو لوگ بدترین جانور، سب سے گمراہ، نجس اور منحوس لوگ ہیں وہ مسلمانوں کے کس طرح والی، سرپرست حکمران بن سکتے ہیں۔ اسی بناء پر اللہ نے فرمایا ہے کہ ﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ (نساء: 141) ﴿”اللہ کافروں کے لئے مسلمانوں کے خلاف کوئی سبیل نہیں نکالے گا“۔ اس آیت میں اگرچہ ظاہر اُتو خبر ہے مگر اکثر علماء نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ کافر مسلمانوں کے چھوٹے بڑے معاملات میں سرپرست نہیں بن سکتے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”آیت سے اکثر علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ مسلمان غلام کافر کے ہاتھ نہیں بیچا جاسکتا کیونکہ ہر کافر اس مسلمان پر مسلط ہو جائے گا اور یہ اس کو رسوا کرے گا جو لوگ اس کو صحیح قرار دیتے ہیں وہ بھی یہ حکم دیتے ہیں کہ اس کی ملکیت زائل کی جائے گی“۔ (تفسیر ابن کثیر 2/437)

علامہ ابوبکر الجصاص الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس آیت سے یہ استدلال کیا جا رہا ہے کہ شوہر کے مرتد ہونے کی صورت میں میاں بیوی میں تفریق کرائی جائے گی کیونکہ نکاح کو برقرار رکھنے کی صورت میں شوہر کے لئے گھر میں روکنے کی راہ نکلتی ہے اسی طرح وہ اسے اپنے احکامات کا پابند کرتا ہے اور یہ اس کے احکامات کی اطاعت کی پابند ہوگی کیونکہ ارشاد ہے ﴿الرَّجَالُ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ (نساء: 34) ﴿”مرد عورتوں کے نگہبان ہیں“۔ جبکہ اللہ کا یہ حکم ﴿لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ ”کا تقاضا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی جائے جب شوہر مرتد ہو جائے کیونکہ جب نکاح باقی ہوگا تو اس کے حقوق برقرار رہیں گے“۔ (احکام القرآن 3/279)

جب ان مخصوص امور میں کافر کی ولایت جائز نہیں تو امامت عامہ کس طرح صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ یہ

ایک دین کا معاملہ ہے نبی ﷺ نے فرمایا [الاسلام یعلو ولا یعلیٰ] ”اسلام بلندی چاہتا ہے اس پر کوئی چیز بلند نہیں ہو سکتی“ (رواہ الدارقطنی والبیہقی الضیاء المقدسی، الرویانی عن عمرو بن عائذ رضی اللہ عنہ)۔ وعن بریدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: [لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یک سید فقد استختمتم ربکم عز وجل] ”منافق کو سردار مت کہو اگر وہ سردار ہو گیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا“۔ (رواہ احمد، ابوداؤد، النسائی، البخاری فی ادب المفرد)

نبی ﷺ تو منافق کو سردار قرار دینے پر اللہ کی ناراضگی بتا رہے ہیں حالانکہ وہ ظاہراً مسلمان ہوتا ہے تو جو کھلم کھلا کافر ہو وہ کس طرح مسلمانوں کا حاکم بن سکتا ہے لہذا ان کفار حکمرانوں کی تعظیم کرنا، اور اسلام کے امور ان کے سپرد کرنا اور انہیں اپنا قائد و رہنما قرار دینا کیا یہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف نہیں ہے؟

امام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”ہم نے اس حدیث پر غور کیا تو پتہ چلا کہ سرداری کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جس کے پاس اعلیٰ اسباب ہوں جبکہ منافق میں تو اس کے مخالف صفات ہوتی ہیں اور وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوتا ہے لہذا اس کو یہ منصب نہیں دیا جاسکتا“۔ (مشکل الآثار 13/201)

سلف رضی اللہ عنہم کفار کو مختلف مناصب دینے میں بہت اجتناب اور بچاؤ سے کام لیتے تھے تاکہ وہ ہم پر مسلط نہ ہو جائیں اور مسلمانوں میں فساد پیدا نہ کر دیں اور مسلمانوں کے دین کو عبث نہ کر دیں قرآن حکیم کی اس آیت کو مد نظر رکھتے تھے جس میں کہا گیا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تُعْقِلُونَ﴾ (آل عمران: 118) ﴿اے ایمان والو نہ دوست بناؤ ان لوگوں کو جو تمہارے درمیان فساد پھیلانے کا کوئی موقع نہیں جانے دیتے وہ تمہیں تکالیف دینا چاہتے ہیں بغض و عدوات ان کے منہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور جو کچھ وہ دل میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی بڑی ہے ہم نے تمہارے لئے آیات واضح کر دیں تاکہ تم عقل استعمال کر سکو“۔ امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بطانہ اس کو کہا جاتا ہے جس سے انسان اپنے تمام

معاملات میں رجوع و اعتماد کرتا ہوا اللہ نے اہل کفر کو مومنین کے مقابلے میں بظاہر بنانے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی کہ اپنے خاص معاملات میں ان سے مشاورت و مدد طلب کی جائے اور اللہ نے ان کے دلوں کی بات ان الفاظ سے ظاہر کی ﴿لَا يَأْتُونَكُمُ خَبَآلًا﴾ یعنی تمہارے درمیان فساد پھیلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے کیونکہ خیال فساد ہی ہے پھر کہا ﴿وَذُوَا مَآ عَنِّيْتُمْ﴾ السدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتے ہیں“۔ ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم دین میں مشقت کا شکار ہو جاؤ“۔ کیونکہ العنت کا معنی مشقت ہے اللہ نے ان کی چاہت واضح کر دی اور مزید فرمایا ﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَا عُنْتَكُمْ﴾ ”اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں مبتلا کر دیتا“۔ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ اہل ذمہ سے مسلمانوں کے معاملات میں مدد حاصل کرنا جائز نہیں ہے ان کو کام وغیرہ دے کر“۔ (احکام القرآن 47/2)

جب ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ نے ایک نصرانی کو کاتب مقرر کر دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شدید ڈانٹا چنانچہ مروی ہے کہ (عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ انہوں نے جو ایک شخص کے ہاتھ میں یہ ذمہ داری دی ہے اس سے واپس لے لیں عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ انہوں نے ایک نصرانی کو کاتب مقرر کر رکھا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ذمہ داری تو بڑی حفاظت کی ذمہ داری ہے تو انہوں نے کہا ہماری ایک کتاب ہے مسجد میں (یہ شام سے واپس آئے تھے) اس کو بلاؤ اس کو پڑھے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ مسجد میں داخل ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کیا جنبی ہے؟ تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے تو انہوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے خوب ڈانٹا اور کہا اس کو نکال دو پھر یہ آیت پڑھی ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (المائدہ: 51) ”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اولیاء بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے اولیاء ہیں جو ان کو اپنا ولی بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا“۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کو ولی نہیں بنایا تھا بلکہ کاتب مقرر کیا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تجھے مسلمانوں میں کوئی لکھنے والا نہیں ملا تھا جب اللہ نے ان سے

دور رہنے کا کہا ہے تو ان کو قریب مت کرو اور جب اللہ نے ان کو خائن کہا ہے تو امانت مت سپرد کرو اللہ نے جب انہیں ذلیل قرار دیا تو عزت نہ دے۔“ (اخرجہ البیہقی)

علماء کا اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ کافر کے لئے امامت جائز نہیں ہے اور اگر امام میں کفر ظاہر ہو جائے تو اس سے امامت واپس لینی واجب ہو جاتی ہے لہذا مسلمانوں کو امام بنانا حکم شرعی ہے شریعت سے یہ ثابت ہے کہ کافروں پر راستے تنگ کر دیئے جائیں جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو جب تم ان سے ملو تو ان پر راستہ تنگ کر دو۔“

(رواہ مسلم، احمد، ابو داؤد، ترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

رہا مسئلہ کافر حاکم سے امامت واپس لینے کا حکم تو اس بارے میں علماء کے بہت سارے اقوال ہیں مثلاً امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علماء کا اجماع ہے کہ کافر کی امامت درست نہیں ہے اگر کوئی کافر امام بن جائے تو اس سے دوری اختیار کی جائے گی اسی طرح اگر وہ نمازوں کی اقامت لوگوں کو اس کی دعوت چھوڑ دے تب بھی، قاضی فرماتے ہیں اگر امام میں کفر واضح ہو جائے اور وہ شریعت کو تبدیل کرنا شروع کر دے یا بدعت پیدا کرنے لگے تو وہ بھی حکم ولایت سے نکل جاتا ہے اور اس کی اطاعت ختم ہو جاتی ہے اور مسلمانوں پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں اور اس کو اس عہدے سے برخاست کر دیں اور اس کی جگہ امام عادل کا تقرر کریں لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کافر کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور بدعتی کے بارے میں جب یہ یقین ہو جائے کہ اس کی طاقت ہے تو اس کو ہٹایا جائے گا ورنہ نہیں اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اس زمین سے ہجرت کر کے دوسری جگہ چلا جائے اور اپنے دین کو محفوظ رکھے۔“ (شرح نووی علی مسلم 314/6)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر کے لئے امامت درست نہیں ہے اگر زبردستی کافر امام بن جائے تو اس سے علیحدگی اختیار کی جائے گی اسی طرح اگر وہ نمازوں کی اقامت اور اس کی دعوت چھوڑ دے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اسی طرح بدعتی کا بھی۔“ (مرقاۃ المفاتیح: 303/1)

ان آئمہ کا کلام دو باتوں پر مشتمل ہے اول یہ کہ حاکم کو اس کی ولایت سے معزول کر دیا جائے گا جبکہ

اس میں کفر ظاہر ہو جائے اس کا معنی یہ ہے کہ شرعی ولایت اس سے اسی وقت ختم ہوگی جب اس میں کفر بواح ظاہر ہو گیا لہذا کفر کی صورت میں اس کے حقوق ختم ہو گئے۔ لہذا ایسے شخص کی اطاعت ہرگز نہیں ہوگی وہ اطاعت سے محروم ہو گیا شرعی لحاظ سے۔ لہذا اس کی طاقت قوت اختیارات وغیرہ اسے شرعی والی نہیں بنا سکتا کیونکہ اس کی شرعی ولایت والی چادر اس سے کفر کے ساتھ ہی چھن گئی ہے آئمہ نے جو اپنی گفتگو میں انعزل (یعنی معزول کر دیا جائے گا) کا لفظ استعمال کیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اور (خرج عن حکم الولاية وسقطت طاعته) کا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ کافر اور امامت شرعیہ دونوں ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتے جیسا کہ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”اسلام ہی اصل ہے بالفرض اگر کوئی امام دین سے نکل جائے تو اس کے منصب چھیننے اور امامت کے انقطاع اور منصب سے معزولی کو مخفی نہیں رکھا جائے گا“۔ (غیاث الامم: 75/1)

اس سے بات بالکل واضح ہو گئی خاص طور پر ان لوگوں کے لئے بھی جو مغربی تہذیب کے اثر میں جکڑے ہوئے ہیں اور وہ ان حاکموں کو جنہوں نے اسلام کو اپنے آپ سے جدا کر دیا ہے پھر بھی یہ انہیں شرعی حاکم سمجھتے ہیں حالانکہ کفر سے ان کا یہ مرتبہ ختم ہو گیا ہے لہذا العزل والانعزال میں فرق ہے پہلے لفظ کا تقاضا ہے کہ تکلف کے ساتھ اور جدوجہد کے ذریعے ایسے حاکم کو حکمرانی سے علیحدہ کر دیا جائے جبکہ دوسرے میں یہ ہے کہ اگرچہ وہ منصب پر قائم رہے مگر حکماً وہ حاکم باقی نہیں رہا۔

دوسری بات (الانعدام الشرعی) سے جو بات نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے حکمران کے خلاف کھڑے ہو جائیں اس کے خلاف جدوجہد کریں تاکہ اسے منصب امامت سے برخاست کر دیا جائے اس حکم شرعی کا دار و مدار کفر پر ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسے لوگوں کو منصب امامت پر فائز کیا جائے جو لوگوں کے مال و متاع کی حفاظت کریں اور ان کے دین کے بھی محافظ ہوں جیسا کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”اللہ فرماتے ہیں ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (بقرہ: 30)“ اور جب کہا تیرے رب نے میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں“۔ یہ

آیت خلیفہ بنانے کے لئے قانون کی حیثیت رکھتی ہے کہ ایسے شخص کو خلیفہ یا امام بنایا جائے جس کی اطاعت کی جاتی ہو اور اس کے احکامات نافذ ہوتے ہوں۔ چنانچہ آئمہ اور امہ میں کوئی اس بارے میں اختلاف نہیں کہ یہ چیز واجب ہے کہ اختلاف تب ہوگا جب راوی شریعت سے بہرہ ہو اور اس کی اتباع کرنے والے بھی شریعت سے بہرے ہوں۔“ (تفسیر قرطبی: 264/1)

اس میں یہ حکم تاکید ہے کہ اگر کوئی کافر حاکم غالب آجائے اور وہ منصب امامت پر بیٹھ جائے اس سے جو فسادات پیدا ہوں گے وہ بہت زیادہ ہیں کیونکہ کافر حکمران جو اللہ اور رسول کا دشمن ہے وہ مسلمانوں سے حسد رکھے گا اور وہ لوگوں کو کفر کی دعوت دے گا جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ (بقرہ: 105) ”نہیں چاہتے کافر، اہل کتاب اور مشرکین کہ تم پر کوئی خیر نازل ہو تمہارے رب کی طرف سے اللہ اپنی رحمت کو خاص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے۔“ اللہ فرماتا ہے ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنَّمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا أَحْسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ (بقرہ: 109) ”بہت سارے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر میں لوٹا دیں اپنے حسد کی وجہ سے۔“ اللہ فرماتا ہے ﴿وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً﴾ (نساء: 89) ”وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جس طرح انہوں نے کفر کیا تم دونوں برابر ہو جاؤ۔“ اور مزید فرمایا ﴿إِنْ يَتَّقِفُواكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَسْطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتُهُمْ بِالسُّوءِ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ﴾ (ممتحنہ: 2) ”اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو وہ تمہارے کھلم کھلا دشمن ہو جائیں اور اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے برائی پہنچانے لگیں وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ۔“

کافر کی حکومت سے علیحدگی پر حدیث رسول بطور اجماع امت دلیل ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت کی سننے اطاعت کرنے پر ہر حال میں تنگی و آسانی میں خوشی اور ناپسندیدگی میں اور اس بات پر بھی کہ ہم حاکم کے خلاف نہ ہوں جب تک اس میں کفر ظاہر

نہ دیکھ لیں یہ اللہ کے نزدیک تمہاری دلیل ہوگی اور ہم نے ہر جگہ حق کہنے پر بھی بیعت کی اور یہ کہ ہم اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کریں۔ (رواہ البخاری و مسلم)

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کفر کی وجہ سے حکمرانی چھین لی جائے گی اس پر اجماع ہے اور اس کے لئے کھڑا ہوا ہر مسلمان پر واجب ہے جو اس میں مضبوطی دکھائے گا اس کے لئے ثواب ہے اور جو کمزوری دکھائے گا اس پر گناہ ہے اور اگر لوگ کافر حکمران کو تبدیل کرنے سے اپنے آپ کو عاجز سمجھیں ان کے لئے ہجرت واجب ہے۔“ (فتح الباری 13/123)

اس سے پتہ چلا کہ یہی حکم شرعی ہے کہ کافر کی حکمرانی جائز نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا حکمران مسلط ہو جائے تو اس کو عہدہ سے برخاست کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور اس کام کی ذمہ داری سب سے زیادہ علماء کی بنتی ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُسَيِّدَنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾ (آل عمران: 187) اور جب اللہ نے اہل کتاب سے پختہ عہد لیا کہ تم لوگوں کے سامنے حق واضح کرو گے اور اس کو چھپاؤ گے نہیں۔“ اس دین کو علماء نے ہی قائم کرنا ہے جیسا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہم نے حق کہنے پر بیعت کی اور جہاں بھی ہوں کسی کی ملامت کی فکر نہ کریں۔ جب علماء کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ کفر سے امامت زائل ہو جاتی ہے تو ایسے حکمرانوں اور ان کا دفاع کرنے والوں اور حمایت کرنے والوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے ان کے خلاف قتال کرنا واجب ہو جاتا ہے اگر کافر حکمران کو بغیر خون بہائے عہدہ سے برخاست کرنا ممکن ہوتا تو پھر ایسا ہی کیا جاتا لیکن چونکہ ایسا ممکن نہیں ہے لہذا قتال ضروری ہے لہذا اس کام میں تاخیر اور تردد کرنا گویا ایک شرعی حکم کو معطل کرنے کے مترادف ہے مگر علماء نے ایسے حکمرانوں کے خلاف جو کافر ہیں بغاوت کو معلق کر رکھا ہے لہذا ان حکمرانوں کا کلمہ شہادتین پڑھنا اور بعض شعائر اسلام پر عمل کرنا بھی ان کے خلاف سے رکنے کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ ان سے جو فساد اور ظلم پھیل رہا ہے اور جو وہ دین اور دنیا پر ڈھار ہے ہیں وہ بہت ہی ضرور رساں چیز ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ”عنقریب تم پر ایسے امراء مقرر کر دیئے جائیں

گے جن کو تم پہچانو گے اور انکار کرو گے جو ان سے کراہیت کرے گا وہ بری ہو گیا جو انکار کرے گا وہ سلامت رہا لیکن جو ان سے راضی ہوا اور ان کی پیروی کی وہ سلامت نہیں رہے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان کے خلاف قتال نہ کریں آپ نے فرمایا اس وقت تک نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ (رواہ مسلم، احمد، ابوداؤد)

چنانچہ یہ کافر حکمرانوں کا دفاع کرنے والے انہوں نے ان حکمرانوں کے خلاف انکار پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ یہ ان سے قلبی لگاؤ رکھتے ہیں اور دل سے ان کی تائید کرتے ہیں اور ان کے دفاع میں اسلحہ سے جنگ لڑ رہے ہیں لہذا جو ان کافر حکمرانوں کے دفاع میں لڑ رہے ہیں گویا ایک حکم شرعی کا انکار کر رہے ہیں اور وہ ایک منکر کا حصہ بنے ہوئے چونکہ یہ ہے ایسے کافر حکمرانوں کو تبدیل کر دیا جائے اور انہیں ان کے خلا لڑے بغیر تبدیل کرنا ممکن نہیں تو حکم شرعی یہی ہے کہ ان کے خلاف بھی قتال کیا جائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نیند میں عجیب حرکت کی ہم نے کہا یا رسول اللہ جو آپ نے کیا آپ ایسا نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا تعجب ہے میری امت کے کچھ لوگ قریش کے ایک شخص کی وجہ سے اس گھر کا قصد کریں گے اور اس نے اس گھر میں پناہ لے رکھی ہوگی حتیٰ کہ جب وہ بیدار پہنچیں گے انہیں دھنسا دیا جائے گا ہم نے کہا یا رسول اللہ راستے میں تو ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں فرمایا ہاں ان میں مدد مانگنے والے اور مجنون اور مسافر سب ہی ہوں گے انہیں ایک بار ہی ہلاک کر دیا جائے گا اور مختلف مقامات سے نکلیں گے اللہ عزوجل انہیں ان کی نیتوں کے مطابق دوبارہ زندہ کرے گا۔ (رواہ مسلم و احمد)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں یہ بات ہے کہ اہل ظلم سے دوری اختیار کی جائے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے بچا جائے تاکہ جو عذاب ان پر آنے والا ہے تم اس سے بچ جاؤ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ جو کسی قوم کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا کرتا ہے تو اس پر ظاہراً وہی حکم لگایا جائے گا جو اس قوم کے بارے میں حکم ہے یعنی دنیاوی سزاؤں میں“ (شرح السنوی: 7/18)۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا جو کسی قوم کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا رکھتا ہے وہ ان ہی میں سے ہے جو کسی

قوم کے عمل پر راضی ہو تو وہ اس کے عمل میں شریک ہے۔ (رواہ ابو یعلیٰ)

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ پاکستان پر مسلسل کافر حکمران مسلط ہو رہے ہیں اور ان سے دین کو نقصان پہنچ رہا ہے اور جب بھی کوئی حکمران آتا سابقہ کو لعن طعن ہی کرتا ہے اور ہر آنے والا حکمران اسلام اور دین کے لئے نقصان کا باعث بنتا ہے اور وہ اللہ کے دشمنوں سے دوستیاں رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ یہ ان کافروں کی کھلم کھلا ان مسلمانوں کے خلاف مدد کر رہے ہیں جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتے ہیں اور اپنے ہر جرائم کی تکمیل کے لئے فوج، میڈیا، پولیس کو استعمال کر کے صلیبیوں کے حمایتی اور امریکہ کے پٹھو بنے ہوئے ہیں لہذا پاکستان کے مسلمانوں کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ ایسے حکمرانوں سے اقتدار چھین لیں اور یہ کام اس طرح ممکن ہے کہ ان حکمرانوں اور حمایت کرنے والوں کے خلاف بھرپور قتال کیا جائے یہ حکم شرعی صرف ایک صورت میں اٹھایا جاسکتا ہے وہ صورت ہے عاجزی کی کیونکہ اللہ کوئی حکم نہیں دیتا مگر ان کی وسعت کے مطابق اگر وہ اپنے آپ کو اس کام سے عاجز سمجھتے ہیں تو اس صورت میں ان کے لئے حکم شرعی یہ ہے کہ وہ اس کے لئے تیاری کریں اور لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکائیں اور ان کی حقیقت لوگوں کے سامنے واضح کریں رہا یہ مسئلہ کہ حکومت جس فوج کو استعمال کر رہی ہے وہ مسلمان ہیں نماز پڑھتے روزہ حج زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وطن کا دفاع کرتے ہیں تو یہ دلیل معتبر نہیں ہے کہ اس بناء پر کافر حکمران جو قوم پر مسلط ہو چکا ہے اس کو نہ ہٹایا جائے کیونکہ علماء کا اجماع ہو چکا ہے کہ اگر کافر حکمران مسلط ہو جائے اس کو عہدہ سے برخاست کر دیا جائے اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ اس کا دفاع کرنے والے بھی کافر ہوں۔ اگرچہ آج صورتحال یہ ہے کہ ان کافر حکمرانوں کی حمایت اور دفاع کرنے والی افواج بھی اپنی خوشی سے ان کے بنائے ہوئے قوانین اور احکامات پر عمل پیرا ہے وہ کسی مجبوری یا زبردستی کے تحت ان کی پالیسیوں پر عمل پیرا نہیں ہے لہذا جب حدیث میں یہ بات واضح ہو گئی کہ عذاب میں وہ لوگ بھی مارے گئے جو انہیں دیکھنے گیا مجبوراً ان میں رہا اور مسافر بھی عذاب میں مارا گیا تو یہ تو مجبور بھی نہیں ہیں لہذا یہ بھی ان حکمرانوں کی طرح ہی ہیں چنانچہ ایک عربی جریدے کی رپورٹ ہے کہ (پاکستان کی 500,000 لاکھ فوج بحری فضائی بری ایک

پرچم کے تحت مصروف عمل ہے) لہذا اگر ان میں کوئی مجبوراً اسلحہ استعمال کر رہا ہے تو اللہ علیم و قدیر ہے لہذا اللہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی نیت کے مطابق عذاب دے گا مگر چونکہ مجاہدین کے لئے یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان میں کون مجبوراً آیا ہے اور کون برضا و رغبت لہذا یہ بھی اللہ کا ایک ان پر عذاب کی طرح ہے جو اگر ایک قوم پر آتا ہے تو ان میں موجود بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿لَنَحْنُ نَتَرَبَّصُّ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ﴾ (توبہ: 52) ”ہم اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تم پر اپنا عذاب بھیجے یا ہمارے ہاتھوں تم پر عذاب بھیجے ہم تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں“۔

اسی وجہ سے علامہ ابو العباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”اللہ نے اس لشکر کو ہلاک کر دیا جس نے اس حرمت کے تقدس کو پامال کیا ان کو بھی جو ان کے ساتھ مجبوراً آئے تھے قیامت میں اللہ ان کو ان کی نیت کے مطابق اٹھائے گا لہذا مجاہدین کس طرح ان میں تمیز کر سکتے ہیں کہ کون مجبور ہے اور کون خوشی سے لڑ رہا ہے لیکن اگر کوئی یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ یہ سب مجبور ہیں تو بھی اس کا فائدہ نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب کو کہا جب بدر والے دن مسلمان قیدی بنا کر لائے تھے تو انہوں نے کہا میں مجبوراً لایا گیا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تیرا ظاہر دیکھ کر ہم فیصلہ کر رہے ہیں اور تیرا پوشیدہ معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اسی بناء پر علماء ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر مقابلے میں کفار مسلمانوں کو بطور ڈھال استعمال کریں اور مسلمان اگر کفار مسلمانوں کی وجہ سے تیر اندازی نہ کریں تو نقصان کا اندیشہ ہے تو انہوں نے بالاتفاق کہا کہ تیر اندازی کی جائے گی۔ (مجموع الفتاویٰ 537/28)

جب اللہ نے ان لوگوں کا عذر نہیں قبول کیا جو ہجرت سے رہ گئے تھے حالانکہ ان کے پاس یہ دلیل تھی کہ وہ کمزور تھے وہ بدر کے لئے بھی مجبوراً نکلے تھے مگر اس کے باوجود ان کے مال اور خون کو جائز قرار دیا تھا جبکہ یہ مجرمین تو اپنی خوشی سے مسلمانوں سے قتال کے لئے نکلتے ہیں اللہ کے اس قول پر غور کرو ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْغُلَامَ ظَلَمَ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَ

سَاءَتْ مَصِيرًا (النساء: 97) ﴿ جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔“

علامہ ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ”اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ شرک کی زمین سے نکل کر کسی اسلامی ملک کی طرف چلا جانا چاہیے ابن عباس، ضحاک، قتادہ، السدی رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ایک قوم کے بارے میں اتری جو مکہ میں ہجرت سے پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے مشرکین سے محبت ظاہر کی چنانچہ انہیں بدر میں ایک قوم نے ان کے ظاہری ارتداد کی وجہ سے قتل کر دیا۔“

(احکام القرآن 3/228)

مگر پاکستانی حکمران یہ تو کھلم کھلا کفر کے معاون بن چکے ہیں انہوں نے یہود و نصاریٰ کی افغانستان کے مجاہدین کے خلاف مدد کی حتیٰ کہ 80% ان کا اسلحہ افواج ان ہی کی مدد سے اور ان کے علاقوں سے گزرتی ہے ان کا یہی جرم ان کے کفر کے لئے کافی ہے آپ یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ پاکستان کو قائم ہوئے 60 سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اور یہ تین بڑی جنگیں لڑ چکا ہے اس کی فوج نصف ملین کے قریب ہے مگر وہ پھر بھی شرعی احکامات کے نفاذ میں عاجز آچکا ہے جبکہ طاغوتی قوانین نافذ کرنے میں کوئی تاثر نہیں ہوتا کیا یہ عاجزی ہے یا بے وقوفی۔ جبکہ ایک سچا مسلمان تو شرعی احکامات کی تنفیذ میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ حریص پاتا ہے مگر پاکستان جس کی بنیاد لا الہ الا اللہ تھی آج کہاں ہے جس فوج کا ماٹو ایمان تقویٰ جہاد فی سبیل اللہ تھا وہ آج طاغوت پر ایمان کفار کو تقویت دینے اور شیطانی طاقتوں کے لئے جہاد میں مصروف ہے آج ان کے تمام نعرے صرف دیواروں کی زینت بن چکے ہیں جبکہ عملی طور پر یہ ان کے خلاف چل رہے ہیں جبکہ اللہ کا دین اس لئے نہیں نازل ہوا کہ اسے دیواروں کی زینت بنادیا جائے بلکہ وہ عمل کے لئے اتارا گیا ہے اور تاکہ اس کو زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ کیا جائے سیاست، اقتصادیات، اجتماع، عدالت، علاقے گویا ہر شعبہ ہائے زندگی میں اس کو لاگو کیا

جائے۔

چنانچہ انبیائے کرام ﷺ نے اسی بناء پر تکلیفیں برداشت کیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اسلام کا مقصد معاشرے میں مکمل انقلاب ہے جبکہ ان کی قوم کے افراد کہتے تھے ہم نے اپنے آباء و اجداد کو جس پر پایا ہے اسی کی اتباع کریں گے ﴿حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾ (مائتہ: 104) ”اور کہا ہمیں وہ کافی ہے جس پر اپنے آباء و اجداد کو پایا“۔ جبکہ اس ملک کی جوں جوں عمر بڑھ رہی ہے اسلام پر عمل کم ہوتا جا رہا ہے نبی ﷺ کا یہ قول سچ ثابت ہو رہا ہے۔ آہستہ آہستہ تم اسلام پر عمل پیرا ہونا چھوڑ جاؤ گے جب بھی اسلام چھوڑو گے تو اس کی جگہ لوگ دوسری چیز کو تھام لیں گے سب سے پہلے جس چیز کو چھوڑیں گے وہ احکامات الہیہ ہیں اور سب سے آخر میں وہ نماز چھوڑیں گے۔ (رواہ احمد، ابن حبان الطبرانی، الحاكم)

اللہ کا فرمان ہے ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيهِ اَنْفُسَهُمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (نساء: 65) ”اس وقت تک لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپ کو اپنا حاکم نہ تسلیم کریں اپنے ان معاملات میں جس میں ان کا اختلاف ہو پھر وہ اپنے دل میں اس کے خلاف تنگی نہ پائیں اور آپ کے فیصلوں کو تسلیم کر لیں۔“

علامہ ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ”اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو اللہ کے اوامر میں سے کسی امر کو یا رسول کے حکم کو چھوڑے گا وہ اسلام سے خارج ہے خواہ وہ اس حکم کو شک کی بنیاد پر چھوڑے یا عدم قبول کی وجہ سے چھوڑے اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عمل کی تصدیق ہوتی ہے کہ انہوں نے مانعین زکوٰۃ کو مرتد سمجھا اور انہیں قتل اور قیدی بنایا کیونکہ اللہ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ جو نبی ﷺ کے فیصلے تسلیم نہیں کرتا وہ اہل ایمان میں شامل نہیں ہے۔“ (احکام القرآن للحصاص 181/3)

اگر یہ حکومتیں خود شریعت نافذ کرنے سے عاجز ہیں تو پھر ان لوگوں کے خلاف کیوں لڑتی ہیں جو شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ان کا تو یہ فرض بنتا ہے کہ جو شریعت نافذ کرنے کی بات کریں ان کو ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ حکومت سوات میں مجاہدین کو شریعت قائم کرنے کی اجازت دیدیگی حالانکہ ہم سب کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ کھلم کھلا ایک دھوکہ ہے کہ یہ سوات میں شریعت

قائم کرنے کی اجازت دیں گے اس کی چند وجوہات ہیں پہلی وجہ ہے کہ سوات میں پہلے ماضی میں کبھی شریعت اسلامیہ نافذ نہیں تھی دوسری وجہ یہ ہے کہ سوات میں شرعی قوانین کی تنفیذ میں اصل رکاوٹ حکومت پاکستان ہے یہ خود رکاوٹ ڈال رہی ہے اور خود یہ کہہ رہی ہے کہ ہم مجاہدین کو شریعت قائم کرنے کی اجازت دیدیں گے تیسری وجہ مجاہدین کے خلاف قتال جو ہو رہا ہے ان کے گھر بار کو تباہ کیا جا رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شریعت قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ یہ نہیں چاہتے کہ شریعت قائم ہو بلکہ اس میں یہ رکاوٹیں ڈال رہے ہیں چوتھی وجہ ان کا یہ اعتراف کہ یہ لوگ مجاہدین کو سوات میں شریعت قائم کرنے کی اجازت دیدیں گے یہ خود اس بات کا اعتراف ہے کہ باقی پاکستان میں شریعت قائم نہیں ہے بلکہ پورے پاکستان میں طاغوتی خود ساختہ قوانین نافذ ہیں پانچویں وجہ حکومت پاکستان اگر چاہے تو پورے ملک میں شریعت نافذ کر سکتی ہے مگر وہ عناد پر ڈٹی ہوئی ہے اور رکاوٹیں پیدا کرتی ہے اس کی فوج اس کام کے لئے نہیں قائم کی گئی جیسا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں ان کا یہ گمان باطل ہے کیونکہ یہ فوج بجائے دین قائم کرنے دین قائم کرنے والوں کے خلاف لڑنے میں مصروف ہے اور علماء کا شروع سے لے کر اب تک اس بارے میں اتفاق ہے کہ جو شریعت کے احکامات کے مقابلے میں دوسرے احکامات لاگو کرے وہ کافر ہیں اسی بارے میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (مائدہ: 50) ”کیا یہ جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں اللہ سے زیادہ بہتر فیصلے کون کر سکتا ہے (یہ بات) یقین کرنے والی قوم کو سمجھ آ سکتی ہے“ تو ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو انکار کر رہے ہیں جو اللہ کے فیصلوں سے بغاوت کرتے ہیں حالانکہ اللہ کے فیصلوں میں خیر و برکت ہے اور اسی میں ہر قسم کے شر سے منع کیا گیا ہے اور اسی میں عدل و انصاف ہے جبکہ باقی لوگوں کے بنائے ہوئے نظام میں عدل نہیں ہے کیونکہ وہ سب شریعت سے علیحدہ ہو کر وضع کئے گئے ہیں جیسا کہ تاریخوں نے ملوکیت کی سیاست اختیار کی جو کہ چنگیز خان کی وضع کردہ تھی جو اس نے مختلف شریعتوں سے وضع کی یہودیت، نصرانیت اور اسلام سے مگر چونکہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل میں تھی اور یہ اس کو اللہ کی کتاب

سے مقدم سمجھتے تھے لہذا ایسا کرنے والا کافر ہے اس کے خلاف قتال واجب ہے یہاں تک کہ وہ اللہ اور رسول کے فیصلوں کی طرف رجوع نہ کرے۔“ (ابن کثیر 131/13)

ابن کثیر رحمہ اللہ نے قوانین الیاسق ذکر کرنے کے بعد کہا جس کو چنگیز خان نے ترتیب دیا تھا کہ یہ سب اس شریعت کے خلاف ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں پر نازل کی تھی جو شخص اس شریعت کو چھوڑے گا جو اللہ نے محمد ﷺ پر نازل کی اور کسی اور کے قوانین کی طرف متوجہ ہوگا وہ کافر ہے اس کے کفر پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ 139/13)

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”ان خود ساختہ قوانین میں یہ بات سورج کی طرح واضح ہے کہ اس میں کفر بواح ہے اور اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں ہے لہذا جو شخص مسلمان کہلاتا ان قوانین کی اتباع میں اس کا کوئی عذر قبول نہیں ہے خواہ وہ کوئی ہو لہذا اپنے آپ کو ان قوانین سے بچنا چاہیے علماء حق کو چاہیے کہ حق بات لوگوں تک بغیر کسی حیل و حجت کے پہنچائیں اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کریں۔“ (عمدۃ التفسیر 174/4)

اب ہر شخص یہ سوال کرے کیا پاکستان کے قوانین شرعی ہیں یا غیر شرعی؟ اگر یہ شرعی نہیں ہیں تو پھر کون سے ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں کون لایا ہے؟ کون ان کے نافذ کرنے پر اصرار کرتا ہے؟ رجم کی شریعت کو چھوڑ کر شیطان کے قوانین پر راضی کیوں ہوئے یہاں ایک حقیقت بھی ہے جس سے اکثر وہ لوگ بھی غافل ہیں جو کافر حاکم کے خلاف خروج کو تسلیم کرتے ہیں جس پر علماء کا اجماع ہو چکا ہے کہ کافر کے لئے امامت ولایت جائز نہیں ہو سکتی وہ یہ ہے کہ ہمارا آج کا یہ مسئلہ خواہ پاکستان کے بارے میں یا کسی اور ملک کے بارے میں یہ نہیں کہ ہم اس مسئلے کو حکمرانوں کے ارتداد کی بناء پر اٹھا رہے ہیں ارتداد کی وجہ اسلام کے احکامات کی خلاف ورزی مثلاً نماز چھوڑنا شراب کو حلال سمجھنا وغیرہ کی وجہ سے بلکہ ہم اس بات کو اس وجہ سے شدت سے اٹھا رہے ہیں کہ ان ملکوں کی ہیئت، شخصیات کا جائزہ لیا جائے تو مکمل طور پر کفر کے اصولوں پر گامزن وقائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں ایک طاغوت کے جانے کے بعد جب دوسرا طاغوت آتا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ اس کے ادارے افواج

میڈیا، قوانین نظام اسی طرح رہتا ہے جیسا کہ پہلے تھا لہذا ہمارا مقصد حکمرانوں کو تبدیل کر کے حل نہیں ہوگا بلکہ جب تک ان ممالک میں جاری طاغوتی قوانین کا قلع قمع نہیں ہو جاتا ہمارا مقصد اصلی پورا نہیں ہوگا لہذا ہمیں یہ جدوجہد کرنی ہے کہ ان ممالک میں تمام قوانین خواہ اس کا تعلق کسی بھی شعبے سے ہو اسلامی ہو اور ہمیں اس کے لئے مکمل جدوجہد کرنی ہے کہ یہاں اللہ کا دین قائم ہو۔ یہ بات تمام مجاہدین کو سمجھ لینی چاہیئے کہ ہماری جدوجہد کا مقصد کافر حکمرانوں کو تبدیل کرنا نہیں بلکہ ان ممالک میں رائج طاغوتی نظام کی جگہ اللہ کا نظام قائم کرنا ہے۔ دوسری بات یہ کہ پاکستانی افواج کے لئے ان لوگوں کو سزا دینا مشکل ہے جو اسلام کے ظاہری متواتر احکامات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ سزا ہے جو ان کی قدرت میں ہے یہ وہ سزا ہوتی ہے جو سلطان وقت کے ہاتھ میں ہوتی ہے کیونکہ وہی ان احکامات کے اجراء کی طاقت رکھتے ہیں اس سے مراد وہ سزائیں ہیں جو شریعت سے متعلق ہوں مثلاً حدود قائم کرنا یعنی تعزیری جرائم سے متعلق سزائیں ہوں۔

دوسری قسم ان لوگوں کو سزا دینا جو شوکت و قوت کا انکار کر رہے ہوں اس سے مراد ہر وہ جماعت ہے جو اپنے فرائض و واجبات کی ادائیگی سے انکار کر دے اور محرمات فعل میں کوئی فعل کرے اور اسے بالقوة کرے اور اس کو بغیر قتال کے روکنا ممکن نہ ہو اس قسم کی جماعت کے خلاف قتال کرنا بالاتفاق واجب ہے جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں شریعت میں ان کی سزائیں دو قسم کی ہیں پہلی سزا جس کی حد پر قدرت ہو دوسری اس جماعت کو سزا دینا مگر وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے مگر قتال کے ذریعے اس کی اصل جہاد بالکفار ہے لہذا جس کو رسول کی دعوت پہنچ جائے اور وہ اس کو قبول نہ کرے اس کے خلاف قتال کرنا واجب ہے تاکہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے باقی رہے“۔ (مجموع الفتاویٰ 349/28)

ہماری گفتگو دوسری قسم کی سزا پر ہے یعنی ایسی قوم کو سزا دینا مثلاً جو نماز یا زکوٰۃ کا انکار کرے یا ان کے معاملات سودی ہوں یا وہ حرام خون بہاتے ہوں یا بے حیائی پھیلاتے ہوں یا مسلمانوں کے خلاف کفار کی امداد کرتے ہوں یا غیر اللہ کے احکامات کو ماننے ہوں لہذا اگر کوئی ان کاموں کا ارتکاب کرتا ہو تو

ان کے خلاف قتال واجب ہو جاتا ہے اس پر علماء کا اجماع ہے اس پر کتاب و سنت کے بے شمار دلائل ہیں۔ ارشادِ باری ہے ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَ يَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنَّ انْتِهَؤا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (انفال: 39) اور ان کے خلاف قتال کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین تمام اللہ کے لئے ہو جائے اور اگر وہ رک جائیں اللہ تعالیٰ جو وہ اعمال کرتے ہیں ان کو دیکھ رہا ہے۔

جب دین کا حصہ اللہ کے لئے ہو اور کچھ غیر اللہ کے لئے تو بھر پور قتال واجب ہو جاتا ہے اس وقت تک جب تک دین سارا اللہ کے لئے نہ ہو جائے۔ علامہ ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حتیٰ کہ شر باقی نہ رہے۔ محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا حتیٰ کہ مومن اپنے دین کی وجہ سے فتنہ میں ڈالا جائے۔ یہاں فتنہ سے مراد کفر بھی ہو سکتا ہے اور بغاوت اور فساد بھی ہو سکتا ہے کیونکہ کفر کو فتنہ بھی فساد کی وجہ سے کہا جاتا ہے چنانچہ آیت میں کفار اور اہل بغاوت، اہل عبث و فساد کے خلاف قتال کا کہا گیا ہے اس میں باغی قوم کے خلاف قتال کے وجوب کی بھی دلیل ہے۔“

(احکام القرآن: 3/65)

ہم جانتے ہیں کہ پاکستان میں سارا دین اللہ کے لئے نہیں ہے بلکہ یہاں جتنے بھی قوانین جاری ہیں وہ کافروں، فاجروں کے بنائے ہوئے ہیں جو انہوں نے اپنی خواہشات کی تکمیل میں وضع کئے ہیں انہوں نے احکام کو اللہ اور غیر اللہ میں تقسیم کر دیا ہے اور وہ اپنی مرضی کے مطابق قوانین پسند کرتے ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هَذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَ مَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (انعام: 136) اور اللہ نے جو کھیتی مویشی پیدا کئے ہیں ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزمِ خود کہتے ہیں یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے کیا برا فیصلہ وہ کرتے ہیں۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ فرماتا ہے میں شرکاء کے شرک سے بے پرواہ ہوں جس نے بھی کوئی عمل کیا اور اس میں شرک کیا میرے ساتھ کسی غیر کو تو میں اس

کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں“۔ (رواہ مسلم وابن ماجہ)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حکومتیں، فوج، ادارے یہ سب دین کو اللہ کے لئے ہونے کو روکتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ دین تقسیم رہے جو ان کی مرضی کے مطابق ہو قبول کر لیں اور جو ان کی مرضی کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (بقرہ 278-279) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور چھوڑ دو جو باقی سود رہ جائے اگر تم مومن ہو اگر تم ایسا نہ کرو تو اعلان کر دو جنگ کا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے“۔ علامہ خازن اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اہل معافی نے لکھا ہے اللہ کی جنگ آگ ہے اور اس کے رسول کی جنگ تلوار ہے مگر اس جنگ میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہاں مبالغۃً جنگ کہا گیا ہے ورنہ ڈانٹ مراد ہے جنگ مراد نہیں ہے بعض نے کہا اس سے مراد جنگ ہے یعنی جو سود پر مصر رہے امام کو اس کا علم ہو جائے تو اس کو زبردستی روکا جائے گا اور اس پر اللہ کے حکم کے مطابق تعزیر لگائی جائے گی اور توبہ کرنے تک قید کر دیا جائے گا لیکن اگر سود لینے والا صاحب قوت اور جنگی فوج کا حامل ہے تو اس کے خلاف امام اسی طرح جنگ کرے گا جس طرح باغی جماعت کے خلاف کی جاتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو سود پر قائم رہے تو حق یہ ہے کہ اس سے توبہ کرائی جائے گی اگر توبہ کر لے تو پھر ٹھیک ورنہ اس کی گردن کاٹ ڈالی جائے گی“۔ (تفسیر الخازن: 1/316)

یہاں مقدور علیہ عقوبت اور عقوبتہ ذوی شوکہ میں فرق واضح کیا گیا ہے۔ امام ابوبکر البصاص رحمہ اللہ نے اس آیت کی مکمل وضاحت یوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿فَاذْنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ﴾ میں اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی معصیت کی خبر دی ہے کہ اس کا کرنے والا جنگ کا مستحق ہے اگر وہ کافر نہیں ہے اور امام کی دسترس میں نہیں ہے لیکن اگر وہ امام کی دسترس میں ہے تو اس کے گناہ کے مطابق جو تعزیر بنتی ہے سزا دے گا اسی طرح دیگر معصیات میں بھی یہی ہوگا جن میں اللہ نے عقاب کا

وعدہ کیا ہے لیکن اگر یہ امام کی دسترس سے دور ہوں تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی جب تک وہ باز نہ آجائیں لیکن یہ امام کی دسترس میں ہوں تو امام انہیں ان کی معصیت کے مطابق سزا دے گا اسی طرح جو مسلمانوں کا مال لوٹتا ہے اور انسانوں پر ناجائز ٹیکس مسلط کرتا ہے تو ایسے لوگوں کے خلاف قتال کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے یہ اس صورت میں ہے جب ان کو روکنا مسلمانوں کے دسترس سے باہر ہو یہ لوگ سود لینے والوں سے زیادہ مجرم ہیں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں اور ممانعت کی حرمت کو پامال کیا کیونکہ سود لینے والے نے صرف اللہ کی حرمت کو پامال کیا ہے اور جس سے یہ لے رہا ہے اس کی حرمت پامال نہیں کی کیونکہ اس نے خوش دلی سے سود دیا ہے ٹیکس لینے والے دراصل ڈاکوؤں کی طرح ہیں لہذا ایسے لوگوں کو مارنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اسی طرح ان کے معاونین کے خلاف بھی قتال ضروری ہے چنانچہ سودی کاروبار کرنے والا اور اس پر ہمیشگی کرنے اور اصرار کرنے والا اور اس کو جائز سمجھنے والا کافر ہے لیکن اگر یہ اس کی حرمت کے قائل ہیں تو امام ان کے خلاف قتال کرے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں۔ (احکام القرآن للحصاص: 572/1)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اللہ کے فریضے کو منع کرنے والا ہر شخص جس کے خلاف مسلمان روکنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے خلاف جہاد کیا جائے حتیٰ کہ وہ ان فرائض کو اپنانے لگ جائیں۔“ (موطا امام مالک: 3809/2)

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”ابن خویز منداد رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر لوگ سود کے لئے کوئی اور اصطلاح وضع کر لیں تو یہ لوگ مرتد کہلائیں گے اور ان کے بارے میں وہی حکم ہے جو مرتدوں کا حکم ہے اگر وہ اس کو حلال نہ سمجھتے ہوں تو ان کے خلاف امام کی طرف سے جنگ کرنا جائز ہے کیونکہ اللہ کا حکم ہے ﴿فَاذْنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾“ (تفسیر القرطبی: 364/3)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَاِذَا اَنْسَلَخَ الْاَشْهُرَ الْحُرْمَ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (توبہ: 5) ”حرمت والے مہینوں

کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کروا نہیں گرفتار کرو اور ان کا محاصرہ کرو ان کی تاک میں ہر گھائی میں جا بیٹھو ہاں اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہ چھوڑ دو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ اس آیت میں اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان کے قتل سے صرف توبہ روک سکتی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں نماز قائم کریں زکوٰۃ دیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کو لازم پکڑ لیں لیکن اگر وہ اپنی قوت کے بل بوتے پر توبہ نہ کریں تو ان کے خلاف قتال سے توقف نہیں کیا جائے گا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”اسی وجہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کو ضروری سمجھا تھا کیونکہ قتال کی حرمت کی یہی صورت تھی کہ اسلام لانے کے بعد وہ نماز قائم کریں جو کہ ارکان شہادۃ کے بعد سب سے عظیم رکن ہے اور پھر اس کے بعد زکوٰۃ ادا کریں جو کہ حقوق العباد میں شامل ہے اسی بناء اکثر نماز اور زکوٰۃ کا حکم ایک ساتھ آتا ہے۔ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں۔“ (تفسیر ابن کثیر 4/111)

علامہ السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے نماز کی اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو اس کے خلاف قتال کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کی ادائیگی شروع کر دے جیسا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اور یہ بات قریب قریب اس آیت میں بھی بیان ہوئی ہے ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخِذُوا مِنْهُمْ فِي الدُّنْيَا وَنَفْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (توبہ: 11)“ اگر وہ کفر سے توبہ کر لیں اور نماز قائم کر لیں زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں علم رکھنے والی قوم کے لئے۔“

نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی

دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں جب لوگ یہ کہہ دیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنا خون اور مال محفوظ کر لیا مگر اس حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ (متفق علیہ)

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال پر اتفاق کیا تھا حالانکہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے تھے اور اسلام کے دیگر ارکان پر عمل پیرا بھی تھے مثلاً نماز، روزے، حج وغیرہ شروع میں عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ شبہ پیدا ہوا تھا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کے بعد ان کو حق بات سمجھ میں آگئی تھی چنانچہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف کی مکمل تائید کی یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی بہت بڑی دلیل تھی یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو اسلام چلا جاتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی علیہ السلام فوت ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے عرب میں سے کچھ لوگ کافر ہو گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کس طرح ان کے خلاف قتال کریں گے جبکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دے دیں پس جب کوئی لا الہ الا اللہ کہہ دے تو اس کا مال اس کی جان مجھ سے محفوظ ہوگی اور اس کا حساب اللہ پر ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں کے خلاف قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر یہ ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں گے جو یہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے میں ان سے اس انکار پر قتال کروں گا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل قتال کے لئے کھول دیا ہے میں سمجھ گیا یہ حق پر ہیں۔ (متفق علیہ)

امام النووی فرماتے ہیں کہ: ”اس حدیث میں مانعین زکوٰۃ و نماز کے خلاف قتال کے وجوب کی دلیل ہے اسی طرح دیگر فرائض اسلام کے چھوڑنے پر بھی قتال ہوگا خواہ وہ فرائض تھوڑے ہوں یا زیادہ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ رسی کا بھی انکار کریں گے۔“ (شرح النووی: 212/1)

علماء اور آئمہ کے اس بارے میں بہت سے اقوال ہیں کہ شریعت کے حکم کا انکار کرنے والوں سے قتال کرنا واجب ہے چنانچہ امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو معصیت کا ارتکاب کرے گا اس کے خلاف جنگ کی جائے گی جیسا کہ اگر کوئی شہر والا سود کے کسی کام پر

اتفاق کر لیں یا جمعہ یا نماز کے چھوڑنے پر“۔ (احکام القرآن 134/2)

علامہ ابن بطلان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مہلب رحمہ اللہ نے کہا جو فرائض کو قبول کرنے سے انکار کر دے اس کا حکم مختلف ہے اگر کوئی زکوٰۃ دینے سے انکار کرے جبکہ وہ اس کے واجب ہونے کا اقرار ہی ہے اگر وہ مسلمانوں میں رہتا ہے تو جنگ نہیں کی جائے گی اور نہ اس کو تلوار سے منع کیا جائے گا بلکہ اس کے مال سے زکوٰۃ زبردستی لی جائے گی اور وہ مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے گی اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا“۔ امام مالک رحمہ اللہ مؤطا میں فرماتے ہیں کہ: ”ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو فرائض میں سے کسی ایک فریضے کا انکار کر دے مگر مسلمان اس فریضے کو اس سے لینے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے“۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اس کے وجوب کا اقرار ہی ہو تو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے مہلب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف اس وجہ سے قتال کیا کیونکہ انہوں نے تلوار کے زور پر زکوٰۃ سے انکار کیا تھا اور امت پر جنگ مسلط کر دی تھی اور امت کا اس پر اجماع ہے جو امت پر جنگ مسلط کرے کسی فریضے کے انکار پر یا کوئی حق رو کے جو اس پر واجب ہے تو اس کے خلاف قتال واجب ہے“۔ (شرح صحیح البخاری 576/8)

آئمہ کے اقوال متواتر کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں کہ جو اللہ کے فریضے کا انکار کرے اس کے خلاف جنگ کی جائے گی جیسا علامہ البدرا العینی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”علماء کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو کسی فریضے کے انکار میں امت پر جنگ مسلط کرتا ہے تو اس کے خلاف قتال واجب ہے اگر نوبت قتل تک پہنچ گئی تو اس کا خون لینا جائز ہے“۔ (عمدة القاری 410/34)

امام ابوالعباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہر وہ گروہ جو اللہ کی شریعت کا انکار کرے شرائع اسلام ظاہری معلومہ کا تو اس کے خلاف قتال واجب ہو جاتا ہے اگرچہ وہ کلمہ شہادت بھی پڑھتے ہوں مثلاً وہ نماز نہ پڑھیں زکوٰۃ نہ دیں روزے نہ رکھیں یا بیت اللہ کا حج نہ کریں یا وہ کہیں کہ ہم یہ کام تو کریں گے مگر شراب نوشی، زنا، سود بے حیائی نہیں چھوڑیں گے یا ہم جہاد نہیں کریں گے یا کہیں کہ ہم اہل ذمہ پر ٹیکس نہیں لگائیں گے تو ان کے خلاف بھی قتال کیا جائے گا یہاں تک کہ دین اللہ کے لئے ہو جائے“۔

(مختصر الفتاوی: 167/1)

اسی طرح فرمایا: ”ہر وہ گروہ جو اسلام کے شرائع ظاہر متواترہ سے نکل جائے اس کے خلاف بھی مسلمانوں کے اتفاق سے قتال واجب ہے اگر وہ وہ شہادتین کا اقراری بھی ہو اگر وہ شہادتین کا اقرار کرتا ہو مگر پانچ نمازوں کا انکار کر دیں تو ان کے خلاف بھی قتال واجب ہے حتیٰ کہ نماز پڑھنا شروع کر دیں اگر زکوٰۃ سے انکار کر دیں تو ان کے خلاف بھی قتال واجب ہے حتیٰ کہ زکوٰۃ دینا شروع کر دیں اسی طرح رمضان کے روزے چھوڑ دیں یا حج چھوڑ دیں تو بھی قتال واجب ہے اسی طرح وہ فواحش کی حرمت کا انکار کر دیں یا زنا، جوا، شراب کی حرمت کا انکار کریں یا ان احکامات کا انکار کر دیں جو خون مال، عزت وغیرہ سے متعلق ہیں اسی طرح اگر وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے انکار کر دیں یا جہاد فی سبیل اللہ سے انکار کر دیں یا کفار کے خلاف ٹیکس سے انکار کر دیں۔ اسی طرح فرمایا: اگر کوئی گروہ نمازوں کا انکار کر دے یا روزوں، حج یا خون مال عزت کی حرمت سے انکار کر دے یا شراب، زنا، کی حرمت سے انکار کر دے مقصود یہ ہے کہ جو گروہ اللہ کی شریعت میں سے کسی ایک حکم ظاہر متواترہ کا انکار کر دیتا ہے تو اس کے خلاف قتال کرنا واجب ہے اس پر علماء کا اتفاق ہو چکا ہے کیونکہ اس پر کتاب و سنت کے بے شمار دلائل موجود ہیں لہذا یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اگر کافر ہو تو قتال ہوگا ورنہ نہیں بلکہ مجرد انکار پر ہی ان کے خلاف قتال کیا جائے گا جیسا کہ ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ نے یہ بات واضح کر دی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بتا رہا ہے کہ ان کے خلاف قتال ان کے انکار کی وجہ سے کیا جائے گا کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال دو وجوہات کی بناء پر کیا ہے پہلی وجہ کفر دوسری وجہ زکوٰۃ سے انکار کیونکہ جب انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے دو معنی اخذ کئے پہلا یہ کہ یہ لوگ اللہ کے حکم کو قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں جو کہ کفر ہے دوسرا یہ وہ اس صدقہ کو ادا کرنے سے انکار کر رہے ہیں جو ان پر واجب ہے پس ان کے خلاف قتال ان دونوں وجوہات کی بناء پر تھا اسی وجہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا لو منعون عقالاً اگر یہ رسی بھی دینے سے انکار کریں گے تو میں ان کے خلاف قتال کروں گا چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کو مرتد کہا کرتے تھے اسی بناء پر ہم نے ان کو کافر کہا ہے چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی

عورتوں کو لونڈیاں بنالیا اگر وہ مرتد نہ ہوتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرز عمل یہ ہرگز نہ ہوتا اور یہ ایسی بات ہے کہ صدر اول میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں تھا اور نہ ہی بعد میں اختلاف ہوا یعنی اس بارے میں کہ جن لوگوں کے خلاف ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قتال کیا وہ مرتد تھے چنانچہ سودکا لین دین کرنے والا اور اس پر پیشگی اختیار کرنے والا کافر ہے اگر وہ اپنی پارٹی کی وجہ سے مضبوط ہے تو امام کو چاہیئے کہ ان کے خلاف وہی اقدام کرے جو مرتدین کے خلاف کیا جاتا ہے اگرچہ یہ اہل ملت میں سے کیوں نہ ہو اگر یہ سود کی حرمت کے اقراری ہوں اور اس کو حرام سمجھ کر کر رہے ہوں تو امام ان کے خلاف قتال کرے گا حتیٰ کہ توبہ کر لیں۔“ (احکام القرآن للحصص 193/2)

آپ نے دیکھا کہ قتال کا حکم اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ اس گروہ کے خلاف ہوگا جو کافر ہو بلکہ ابوبکر جصاص رضی اللہ عنہ کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ سود خور کے خلاف بھی قتال ہوگا۔ یہ بات واضح ہوگئی کہ پاکستانی حکومت، افواج، میڈیا اپنی قوت سے اسلامی احکامات کو روک رہی ہے لہذا اور جو ان احکامات کی تنفیذ کے لئے سچی جدوجہد کر رہے ہیں یہ ان کے قتال سزائیں دینے میں مصروف عمل ہیں ہر شخص یہ جانتا ہے کہ پاکستان میں رائج تمام قوانین خون، مال، زندگی سے متعلق تمام خواہشات پر مبنی ہیں ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اس ملک کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر اللہ کے احکامات کو چھوڑ کر طاغوتی نظام کو نافذ کرنے میں لگے ہوئے ہیں بلکہ شرعی احکامات کے علمبرداروں کو ظلم و زیادتی کا نشانہ بنا رہے ہیں اگرچہ یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس مملکت کا دستور اسلامی ہے حالانکہ یہ شریعت سے مذاق، کھیل تماشے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ اسلامی دستور تو اس شریعت کا نام ہے جو اللہ نے نازل کی ہے اور جس پر قولاً، فعلاً عمل کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے چنانچہ اسلامی دستور کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں نافذ کرنے کی ضرورت ہے سیاست اقتصادیات میں عدالت میں غرض ہر جگہ مگر اس کا دستور تو باقی ان ممالک کی طرح طاغوتی ہے جن کا نام تو اسلامی ہے مگر عملاً غیر اسلامی طاغوتی ہیں لہذا اسلامی نام رکھ لینا کافی نہیں ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ﴾ (احزاب: 4) ”یہ تمہارے مونہوں کی باتیں

ہیں اور اللہ حق کہتا ہے اور وہ راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ ان مملکتوں کا حال اس شخص کی طرح ہے جو کہتا ہے کہ میرا مرجع اسلام ہے مگر اس کی اطاعت اور اس کی طرف رجوع سے انکار کر دیتا ہے کیا اس کا یہ کہنا اس کو نفع پہنچائے گا اگر یہ فائدہ بخش ہوتا تو کسی کو نہ سزا ملتی نہ لوگوں کی عمریں فنا ہوتیں نہ زمانے ختم ہوتے اس مطالبے میں کہ اسلامی دستور کی طرف رجوع کرو۔

آپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر غور کرو کہ انہوں نے کس طرح ان لوگوں کے خلاف قتال کیا جنہوں نے صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا جبکہ وہ باقی اسلامی احکامات کو تسلیم کرتے تھے ظاہر و باطناً بھی مگر قرآنی حکم پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف قتال کیا اور کسی قسم کے عذر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا انہوں نے یہ نہیں کہا میں انہیں اسلامی دستور کی طرف دعوت دیتا ہوں بلکہ ان کا فیصلہ تلوار سے کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے اللہ کے فیصلے کو قبول کر لیا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قرآن کے اس حکم کی تفسیر میں ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ (توبہ: 103) ”ان کے مال میں صدقہ لیجئے جو ان کی تطہیر اور نشوونما کرے گا اور انہیں دعائیں دیجئے بے شک آپ کی دعائیں ان کے لئے سکون کا باعث ہے۔“ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی تاویل اور فہم فاسد رد کر دی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اور انہوں نے ان کے خلاف قتال کیا یہاں تک کہ انہوں نے زکوٰۃ خلیفہ کو ادا کر دی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ادا کرتے تھے حتیٰ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ رسی بھی دینے سے انکار کریں گے تو میں ان کے خلاف قتال کروں گا۔“ (تفسیر ابن کثیر 4/207)

آج پاکستان کی وہ اسلامی جماعتیں جو یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ پاکستان کا دستور اسلامی شریعت کے مطابق بنایا جائے وہ ہماری بات گواہی دے رہی ہیں چنانچہ آج تمام مسلمانوں کا یہی مطالبہ بن چکا ہے مگر حکومت پاکستان کا مطالبہ اس کے برعکس ہے چنانچہ واضح نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ پاکستان اللہ کے احکامات کو منع کر رہا ہے اگرچہ بعض علماء تو اس گروہ کے خلاف بھی قتال کو واجب قرار دے چکے ہیں جو سنتوں کا انکار کرتے ہیں اگرچہ بعض جاہل ان سنتوں کو اہمیت نہیں دیتے مگر جو لوگ کامل شریعت کا

انکار کر رہے ہوں؟؟ اور لوگوں پر شیطان کے قانون کی پیروی کو لازم کیا جا رہا ہو اور جو اس کی مخالفت کرے اس کو سخت سزائیں دی جا رہی ہوں ان کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟؟ مگر آج اس ملک نے اپنے جاسوس اپنے ادارے صرف ان لوگوں کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیئے جو شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں آج شریعت کے نفاذ میں صرف اس حکومت کی ضرورت ہے۔ آج ہر شخص یہ جانتا ہے کہ یہ ملک مکمل طور پر صلیب کے علمبردار امریکہ اور اس کے حواریوں کا آلہ کار بن چکا ہے اور ان کی افغانستان میں جاری صلیبی جنگ میں تعاون فراہم کر رہا ہے پہلے بھی افغانستان میں اسلامی امارت ٹوٹنے سے پہلے اور بعد میں بھی یہی وجہ ہے کہ افغانستان آج مکمل طور پر ان کا مددگار بن چکا ہے جس پر امریکا مکمل بھروسہ کرتا ہے اور یہ دونوں مل کر مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف سازشوں، مکر و فریب میں مصروف ہیں یہ بات طے ہے کہ امریکہ اپنی جدید ٹیکنالوجی، مہارت، عسکری طاقت کے باوجود اگر پاکستان ساتھ نہ دیتا تو مجاہدین کے خلاف مقابلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا چنانچہ آج علماء کو ان حالات پر خاموش رہنے کے بجائے حقائق کا ادراک کرنے کی ضرورت ہے لہذا وہ عوام کا ذہن بنائیں اور انہیں خائن بددیانت قسم کے لوگوں سے نجات دلانے کے لئے اپنی صلاحیتیں لگائیں کیونکہ مسلمانوں کی مدد کرنا تمام مسلمانوں کے لئے حکم شرعی ہے کیونکہ تمام مسلمان ایک امت ہیں وہ سب ایک ہاتھ کی مانند بن جائیں لہذا انہیں حدود و قیود کی تفریق سے جدا نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾ (انبیاء: 92) ”بے شک یہ تمہاری امت ایک ہے میں تمہارا رب ہوں پس میری ہی عبادت کرو“۔ اور فرمایا ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (توبہ: 71) ”مومن مرد اور مومن عورتیں بعض بعض کی سرپرست ہیں جو معروف کا حکم دیتے ہیں منکرات سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ یقیناً رحمت کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے“۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم کی اور مظلوم کی بھی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں مظلوم کی مدد کرتا ہوں مگر ظالم کی کس طرح مدد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو ظلم سے روکو یہ اس کی مدد ہے۔“ (متفق علیہ)

نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے کسی دشمن کے سپرد کر سکتا ہے۔“ مقصود یہ ہے کہ ملک کے ادارے مثلاً فوج، پولیس، نشریات سب کے سب صلیبی قوتوں کے ساتھ کھڑے ہو چکے ہیں تاکہ سچے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے اور ہر جگہ یہ مورچہ زن ہو چکے ہیں خشکی، تری، فضا ہر جگہ تاکہ افغانستان پاکستان کے کمزور مسلمانوں کو پامال کیا جائے اور مسلمانوں کی مسلسل نگرانی میں مصروف ہیں اور جو مجاہدین ان کے ہاتھ لگ جاتے ہیں ان کو یا تو جیل میں بند کر دیتے ہیں یا نصرانی امریکہ کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ ان کو شدید ترین سزاؤں سے دوچار کرتے ہیں ان کی نگاہوں کے سامنے یہ قرآن مجید کی توہین تک کرتے ہیں تاکہ انہیں ذہنی تکالیف سے بھی دوچار کیا جائے حتیٰ کہ انہوں نے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی ان کے سپرد کیا ہے کیا ان جرائم کے بعد بھی کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ ان کے خلاف مقاتلہ کیا جائے یا نہ کیا جائے؟؟؟ کیا مانعین زکوٰۃ کا جرم بڑا تھا یا ان لوگوں کا؟

تیسری وجہ

پاکستانی فوج دین کی دشمن بن چکی ہے لہذا انہیں اس سے روکنا اور ان کے خلاف قتال واجب ہو چکا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ انہوں نے صرف شریعت اسلامیہ کو روکنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہوں نے لوگوں کو گناہوں پر آمادہ کرنے کے لئے سخت ترین سزائیں دی ہیں تاکہ وہ فرائض و اجبات کی ادائیگی سے رک جائیں اور یہ زمین پر سب سے بڑا فساد ہے بلکہ یہ ان ڈاکوؤں رہزنوں اور خون بہانے والوں سے زیادہ بڑا فساد ہے کیونکہ ڈاکوؤں کے شر و فساد سے صرف راہ گیر مخصوص لوگ متاثر ہوتے ہیں جبکہ ان کے فساد سے شہروں کے شہر متاثر ہوتے ہیں اور دین کے تمام مشمولات، عقائد، شرائع، اخلاقیات، سیاست، معاملات وغیرہ سب متاثر ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت انسانوں کی ضروریات

کی حفاظت کے لئے نازل فرمائی ہے مثلاً انسانی جان، مال، عقل، نسل ان سب کی حفاظت کیلئے اللہ نے یہ دین اور اس کے احکامات نازل کئے لہذا ان میں کسی چیز پر بھی جس سے زد پڑتی ہے اللہ نے اس کے لئے قوانین عقوبت مقدرہ اور غیر مقدرہ کی صورت میں مقرر کئے ہیں عقوبت مقدرہ کو حد و داور غیر مقدرہ کو تعزیرات کہا جاتا ہے۔ اللہ نے دین کی حفاظت کے لئے مرتد کی سزا، انسانیت کی حفاظت کے لئے قصاص کا قانون، عقل کی حفاظت کیلئے حرمت شراب اور اس کی حد، نسل کی حفاظت کے لئے حد زنا اور حد ذف، اور مال کی حفاظت کے لئے حد سرقہ، جیسے قوانین نازل فرمائے۔ اگر کوئی ان قوانین میں سے کسی کو پامال کرے اور وہ سلطان وقت کی دسترس سے دور ہو تو اس کو اس جرم سے روکنا واجب ہو جاتا ہے تاکہ اس کا شر و فساد ختم ہو جائے جیسا کہ یہ بات مختلف احادیث سے ثابت ہے مثلاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ اگر کوئی میرا مال چھیننا چاہے تو میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو مت دو اس نے کہا اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی اس سے لڑو اس نے کہا اگر وہ مجھے قتل کر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو شہید ہے اس نے کہا اگر میں قتل کر دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ مقتول جہنم میں گیا۔“ (رواہ مسلم)

سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنے دین کی وجہ سے قتل ہو جائے وہ شہید ہے جو اپنے خون کی وجہ سے قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے، جو اپنے مال کی وجہ سے قتل ہو وہ بھی شہید ہے جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت میں قتل ہو وہ بھی شہید ہے۔“

(رواہ الترمذی، ابو داؤد، والنسائی، ابن ماجہ، قال الترمذی: حدیث حسن صحیح)

اس حدیث سے پتہ چلا انسان چار ضروریات کی چیزوں کا دفاع کرے اگر کوئی ان میں سے کسی ایک پر حملہ کرے۔ دین، انسانی جان، مال، عزت۔ سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ظلماً قتل ہو وہ شہید ہے۔“ (رواہ النسائی، والضحیاء، رواہ احمد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ پاکستانی افواج اور اس کے تمام ادارے صریحاً شریعت رب العالمین کو روکنے اور لوگوں کو شریعت سے دور کرنے میں مصروف ہیں اور لوگوں کو مغربی اور مشرقی

شیطانی قوانین کو قبول کرنے پر مجبور کر رہے ہیں تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان حکومتوں کے خلاف لڑنا واجب اور ضروری ہو چکا ہے اور ان کی سازشوں کو طاقت کے ذریعے روکنا جتنا ممکن ہو روکنا ضروری ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ یہ لوگ شریعت کا نفاذ نہیں دیکھنا چاہتے بلکہ یہ لوگ تو ایسے لوگوں کے خلاف لڑ رہے ہیں تو ایسی حکومت کے خلاف لڑنا خروج کرنا دین اور مال، عزت، جان کی حفاظت کے لئے لڑنا کہلائے گا جیسا کہ ایک انسان کسی ایک حملہ آور کے خلاف لڑتا ہے جو اس کے جان مال، عزت، دین پر حملہ کر رہا ہو جیسا کہ علامہ ابوالعباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اپنے دفاع میں لڑنے سے زیادہ اہم اس شخص کے خلاف لڑنے ہے جو آپ کے دین پر حملہ آور ہو تو اجتماعی طور پر لڑنا واجب ہے کیونکہ ایسا دشمن دین و دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے ایمان کے بعد سب سے زیادہ واجب چیز یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو روکا جائے اس میں کوئی شرط نہیں لگائی جائے گی بلکہ ان کو حسب امکان روکا جائے گا۔

ہمارے علماء نے اس بات پر نص کیا ہے کہ ظالم حملہ آور اور پورے ملک پر حملہ آور میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ہم حکومت پاکستان کو حملہ آور صرف اس لئے نہیں قرار دے رہے کہ انہوں نے لوگوں کے پشاور، وزیرستان، سوات میں گھروں کو مسمار کیا ان کے بچوں عورتوں کو سخت سزائیں دیں یہ تو ان کی دشمنی کا ایک مظہر ان کی دشمنی تو اس وقت ظاہر ہوگئی تھی جب سچے ایمان والوں نے ان کے پہلے حملہ کو روکا تھا جو انہوں نے شریعت کو معطل کر کے کیا تھا اور شریعت کے احکامات کو معطل کر دیا تھا چونکہ اس حکومت نے مسلمانوں پر زبردستی شیطان کے قوانین نافذ کئے اور شیطانی پروگرام ان پر ان کے اخلاق و کردار کو تباہ کرنے کے لئے مسلط کئے اور شیطانی تعلیمی نظام کے ذریعے ان کی عقلیں ماؤف فکر تباہ کردی اور ان پر ایسا مغربی اقتصادی نظام مسلط کر دیا جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے پھر یہ تمام امور انہوں نے لوگوں پر بظور طاقت و قوت مسلط کئے یہ سب ایسے حملہ کرنے کے زمرے میں آتا ہے جس کا دفاع کرنا اور اس کے خلاف قتال کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور اس بات کا انتظار نہیں کیا جائے گا کہ اگر یہ حملے زیادہ ہوں تو ہم کھڑے ہوں ہمارا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ صرف ہم اس حملے کے خلاف قتال کرنا چاہتے ہیں بلکہ پاکستان کے ذرہ ذرہ پر کفر کا حملہ ہو چکا ہے جس کو روکنا ہم سب پر ضروری ہے نہ کہ

صرف پشاور، وزیرستان، سوات میں۔ یعنی صرف ان کے ظلم و زیادتی کو روکنا مقصود نہیں ہے بلکہ ان کے کفری نظاموں کو روکنا اور اس کے خلاف قتال کرنا ہمارا مقصد ہے یہاں ایک اور مسئلہ بھی ہے وہ یہ کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جب دشمن شہر پر حملہ آور ہو جائے تو اس کے خلاف جہاد ضروری ہو جاتا ہے اگر وہ اس کو نکال دیں تو پھر بہتر ہے لیکن اگر نہ نکال سکیں تو پھر اس جہاد کا دائرہ تھوڑا تھوڑا کر کے وسیع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ یہ جہاد زمین کے تمام مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ ابو بکر الجصاص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ: ”یہ بات تمام مسلمانوں کے عقائد کا حصہ ہے کہ جب سرحد والے دشمن کے خوف میں مبتلا ہوں اور ان کے مقابلے کی ہمت نہ ہو اور یہ اپنی تباہی بچوں کا قیدی بن جانے اور عورتوں کے لونڈیاں بن جانے کا خوف رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں تمام امت پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ان کے خلاف کھڑے ہوں۔ تاکہ مسلمانوں کی حفاظت ہو سکے اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس موقع پر بیٹھنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا ہے“۔ (احکام القرآن 4/312)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”جب دشمن کے غلبہ کی وجہ سے زمین کے تمام چپے والوں پر جہاد فرض ہو جائے اور یہ جب تمام اہل الدار پر واجب ہو جائے کہ تو وہ نکلیں ضعیف یا ثقیل ہو کر بوڑھے نو جوان اپنی طاقت کے مطابق ہر شخص جس کا والد ہو تو وہ بغیر اجازت اور جس کا والد نہ ہو وہ بھی نکلے اور کوئی بھی ایسا شخص جو قدرت رکھتا ہو ہرگز پیچھے نہ رہے لیکن اگر اہل بلدان کے مقابلے کی قوت نہ رکھتے ہوں تو ان کے قریبی پڑوسیوں کو ان کی مدد کے لئے حسب طاقت نکلنا چاہیے تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ ان کو روکنے والے موجود ہیں اسی طرح اگر انہیں پہلے سے علم ہو کہ ان کا پڑوسی دشمن کا مقابلہ کرنے میں کمزور ہے تو ان کو مدد کرنی چاہیے مسلمان ایک ہاتھ کی طرح ہیں دشمن کے خلاف چنانچہ جب دشمن بستی والوں پر حملہ آور ہو اور بستی والے سب اس کے خلاف مقابلے کے لئے کھڑے ہو جائیں تو دوسروں سے فرضیت ختم ہو جاتی ہے اگر دشمن دارالسلام کے قریب آجائے اگرچہ وہ اس میں داخل نہ بھی ہو اور تو ان کے لئے نکلنا لازم ہو جاتا ہے تاکہ اللہ کا دین غالب آجائے اور دین اسلام فتح یاب ہو اور اسلامی ریاست محفوظ رہے“۔ (تفسیر القرطبی 8/152)

یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ افغانستان ایک اسلامی ریاست تھی وہاں لوگوں کے فیصلے شریعت کے مطابق ہوتے تھے چنانچہ دنیا بھر کی عیسائی افواج جمع ہو کر اس پر حملہ آور ہوئیں اور اس کو ختم کر دیا چنانچہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا اس کے باسیوں اور اس کے قریبی اسلامی ملک پاکستان پر بدرجہ اولیٰ فرض ہو گیا تھا کیونکہ ان کے سب سے قریب تھے اور یہ سب سے زیادہ طاقت ور بھی تھے آج کی صورت اس سے مختلف نہیں تھی جب روس نے افغانستان پر کمیونزم کو مسلط کرنے کے لئے حملہ کیا تھا تو علماء پاکستان نے فتویٰ دیا تھا کہ جہاد فرض عین ہو چکا ہے جس پر لوگوں نے ان کے خلاف جہاد میں پھر پور حصہ لیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روس افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہو گیا تھا چنانچہ آج کے ان نصرانی فوجیوں کی بھی یہی صورتحال ہے ان کو بھی اسی طرح جہاد اجتماعی کے ذریعے نکالا جاسکتا ہے کیونکہ یہ بھی مسلمانوں مردوں عورتوں کے خون بہانے میں مصروف ہیں اس فساد سے بڑھ کر کوئی اور فساد نہیں ہو سکتا جو یہ سمجھتا ہے کہ ان عیسائیوں سے ہمیں دینی دنیاوی فائدہ پہنچ سکتا ہے ایسا سمجھنے والا گمراہ ہے اور وہ اللہ کے اس فرمان کی تکذیب کرتا ہے ﴿وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (بقرہ: 254) ”اور کافر ہی حقیقی ظالم ہیں“ اور فرمایا ﴿لَا يَرْفُقُونَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَّ لَا ذِمَّةٌ وَّ اُولَئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ﴾ (توبہ: 10) ”یہ کافر مسلمانوں کے حق میں کسی رشتہ داری کا یا عہد کا مطلق لحاظ نہیں کرتے یہی حد سے گزرنے والے ہیں“ فرمایا ﴿اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ (بقرہ: 12) ”یہی لوگ فساد ہی ہیں لیکن یہ شعور نہیں رکھتے“ فرمایا ﴿كُلَّمَا اَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾ (مائدہ: 64) ”جب بھی انہوں نے جنگ کی آگ جلائی اللہ نے اس کو بجھایا یہ لوگ زمین میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا“۔

لہذا فساد یوں سے خیر کی تمنا کرنا بے وقوفی ہے۔ یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ پاکستانی افواج انٹیلی جنس کے اداروں نے ان عیسائی افواج کا بھرپور ساتھ دیا بلکہ انہیں افغانستان کے مسلمانوں کے خلاف معلومات بھی فراہم کیں اور یہ ان کا اعلانیہ طور پر ساتھ دیتے رہے بلکہ ان کے اسلحہ لیجانے

والوں کو سمندری اور بری فضائی حدود استعمال کرنے کی اجازت دی اور اصلاح کرنے والے مجاہدین کو انتہائی سخت جسمانی سزائیں دیں اور جو مجاہدین افغانستان جانا چاہتے تھے ان کے راستے روک دیئے اور ان کی کڑی نگرانی شروع کر دی لہذا ان باتوں کو دیکھ کر کوئی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ ان عیسائی افواج اور پاکستانی افواج میں کوئی فرق ہے کیونکہ یہ بھی ان کے جرائم میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ اگر امریکی افواج کی پاکستانی افواج مدد نہ کرتی تو یہ دس فیصد بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ ہمیں یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ شرعی احکام ناموں کی وجہ سے لاگو نہیں ہوتے مثلاً کسی افغانی کے خلاف قتال اس وجہ سے واجب نہیں ہوتا کہ وہ افغانی ہے پاکستانی یا امریکی ہے بلکہ ایک خاص صفت کی وجہ سے لاگو ہوتا ہے چنانچہ دشمنی ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ امریکہ کی طرف سے مسلط شدہ ہے علماء کرام یہ بات جانتے ہیں کہ حکم کسی کام کو انجام دینے والے اور ان کی مدد کرنے والے دونوں پر لگتا ہے مثلاً ڈاکو اور اس کا معاون حکم میں دونوں برابر ہیں دونوں پر حد جاری ہوگی جیسا کہ علامہ الہام الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ”اگر کوئی قتل کرتا ہے باقی صرف اس کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں قتل نہیں کرتے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔“ (فتح القدیر 354/2)

علامہ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جس کام میں معاونت کی ضرورت ہوتی ہے مل کر ڈاکہ ڈالنا جمہور علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ دونوں پر حد لگے گی ڈاکہ مارنے والے پر اور اس کی معاونت کرنے والے پر بھی امام ابو حنیفہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے۔“ (منہاج السنۃ 175/6)

اور مزید فرماتے ہیں کہ: ”اگر کوئی جماعت ناجائز جنگ لڑ رہی ہے قتل ایک کر رہا ہے باقی جماعت اس کی معاون ہے جمہور کا فتویٰ یہ ہے کہ سب کو قتل کیا جائے گا جبکہ ایک ضعیف قول ہے کہ صرف قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ یہ خلفاء سے بھی منقول ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ربیعہ کے جنگی اور اس کے دیکھنے والے دونوں کے قتل کا حکم دیا جبکہ دیکھنے والا آنے جانے والے لوگوں پر نظر رکھ رہا تھا اس کو قتل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قتل کرنے والا مدد فراہم کرنے والی کی قوت سے قتل کر رہا ہے لہذا جب ایک جماعت مل کر لڑتی ہے اور ایک دوسرے کی مدد کرتی ہے تو ان کی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے لہذا وہ ثواب

وعقاب دونوں میں مشترک ہو جاتے ہیں“۔ (مجموع الفتاویٰ 311/28)

جب علماء کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ ڈاکو اور اس کی معاونت کرنے والے دونوں کو سزا ہوگی اگرچہ جرم کا ارتکاب صرف ایک کر رہا ہے لہذا پاکستانی حکومت و افواج بھی امریکی عیسائی افواج کی مدد کر کے ان کے جرم میں دہشت گردی کے خلاف جنگ قرار دے کر برابر ان کے جرم میں شریک ہے کیونکہ یہ جنگ صرف مسلمانوں کے خلاف لڑی جا رہی ہے جب یہ ان کے جرم میں شریک ہیں تو سزا میں بھی یہ برابر کے شریک ہوں گے اور عقاب یہ ہے کہ ان کے خلاف قتال و جہاد کیا جائے گا لہذا یہ کہنا کہ اس جرم میں صرف وہ افغانی شامل ہیں جنہوں نے امریکہ کا ساتھ بلکہ جس جس نے بھی امریکی افواج کا ساتھ دیا ہے جرم میں سب برابر شریک ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ آج جن صلیبی طاقتوں نے افغانستان کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے ہیں اور ناحق خون کی ندیاں بہائی ہیں ان کی ماؤں بیٹوں، بزرگوں، بچوں کی عزتیں پامال کی ہیں یہ سب کا سب پاکستانی حکومت و افواج کے مکمل تعاون اور ان کی مخبری سے ممکن ہوا ہے جو کہ یقینی طور پر ایک مجرمانہ اور ذلیل حرکت ہے لہذا ان کے شر و فساد کو دفع کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جنہیں حدود و قیود کی تفریق جدا نہیں کر سکتی ان میں فضیلت کی چیز تقویٰ اور عمل صالح ہے چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ”مؤمنین کی مودت رحم دلی، باہمی پیار کی مثال اس طرح ہے جس طرح ایک جسم اگر اس کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم پوری رات تکلیف یا بخار محسوس کرتا ہے“۔ (رواہ احمد، مسلم)

لہذا جو دشمنی آج مسلمان افغانستان میں پار ہے وہی دشمنی انہیں پاکستان میں مل رہی ہے چنانچہ افغانستان میں جو دشمنی اور زیادتی کر رہا ہے وہی پاکستان میں کر رہا ہے لہذا تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ مل کر اس کا مقابلہ کریں اور مسلمانوں کی مدد کریں۔

پاکستانی افواج کے خلاف قتال کے بہت سارے اسباب ہیں مگر میں نے تین اسباب بیان کئے ہیں کیونکہ یہ اسباب اصول کا درجہ رکھتے ہیں میرا مقصد حصر کرنا نہیں بلکہ ان کی طرف اشارہ ہی عقل

مندوں کے لئے کافی ہے لہذا پاکستان کے مسلمانوں پر خاص طور پر ان کے علماء پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس واجب کو ادا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا کرے گا ان کے لئے اسباب و سائل پیدا فرمادے گا اور انہیں شیطان کے مکر و فریب سے بچنا چاہیے خواہشات کی تکمیل کی بجائے شریعت کی اطاعت پر متوجہ ہوں اور انہیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جہاد کو چھوڑنا بہت بڑا فتنہ ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ اُئْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ﴾ (توبہ: 49) ”ان میں سے کوئی تو کہتا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے مجھے فتنے میں نہ ڈالے آگاہ رہو وہ تو فتنے میں پڑ چکے ہیں اور یقیناً دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔“

لہذا جو بھی جہاد سے راہ فرار اختیار کرے گا وہ فتنوں میں پڑ جائے گا اور ایسے فتنے جس کی انتہاء اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (نور: 63) ”جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔“

چنانچہ ہم تمام قسم کے فتنوں ظاہر، باطنی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حق پر گامزن رکھے ہدایت پر قائم رکھے جب ہم اس سے ملیں تو وہ ہم سے راضی ہو اور ہم جہاد کے راستے پر چل رہے ہوں جو ہمارے لئے گواہی دے۔

انه سمیع مجیب والحمد لله اولاً و آخراً

الجمعة 16 /ربیع الاول /1430ھجری

مسلم ورلڈ ویڈیو پروسیسنگ پاکستان